۲۴ رمضان المبارک ۸۹ھ ۵ دسمبر ۶۹ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲۵ پیسے

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

ہر اچھی بات صدقہ ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَة اَخْرَجَهُ - اَلْبُخَارِی

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ ہر بھلی بات صدقہ ہے۔ (امام بخاریؒ)

راوی حضرت جابرؓ بن عبداللہ صحابی انصاری ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ ہے۔ بہت مشہور اور بہت احادیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ اٹھارہ غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور جتنے صحابہ مدینہ منورہ میں تھے۔ آپ کی وفات سب سے آخر میں ہوئی ہے۔ آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

حل الفاظ معروف، اچھی اور بھلی بات جو شریعت سے یوں ثابت ہو کہ اس کے کرنے میں ثواب ہے چاہے عادت اور رواج اس کے موافق ہو یا کہ مخالف۔ اس میں فرض، واجب، سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ بھی داخل ہیں۔ اور ایسی جائز جائز باتیں بھی داخل ہیں جن کو نیک نیت سے کیا جائے۔ اگر نیک نیت سے نہ کیا جائے مگر دوسرے کو اس سے فائدہ پہنچ جائے تو بھی وہ صدقہ میں داخل ہونے کا احتمال رکھتی ہے۔

صدقہ: وہ ذراسی دینا ہے جو انسان محض اللہ تعالٰے کے لئے صدق دل سے دیتا ہے۔ اس میں فرض، واجب، سنت، مستحب اور مباحات سب داخل ہیں۔ مگر یہ تشبیہ کے طور پر ہے کہ جیسے ہر صدقہ پر ثواب ملتا ہے نیک نیت کو ہر نیک کام پر ثواب ملتا ہے۔ جس غریب کے پاس مال نہ ہو یہ کرلے وہ صدقہ کے ثواب سے محروم نہ رہے گا۔

تشریح کسی چھوٹے سے چھوٹے نیک کام کو بھی حقیر نہ سمجھا جائے۔ اور معمولی سے معمولی بات میں بخیلی نہ کی جائے۔ حقیقت میں وہ گو بظاہر چھوٹی ہو۔ اور ثواب کے اعتبار سے بڑی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے۔ نیک کام کو کہنا بُرے سے منع کرنا صدقہ ہے۔ بیوی سے ملنا صدقہ ہے۔ بدی سے رُک جانا بھی صدقہ ہے۔ اور ترمذی اور ابن حبان کی ایک حدیث میں ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ کسی بھولے ہوئے یا ناواقف کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی وغیرہ بھی ہٹا دینا صدقہ ہے۔ دوسرے بھائی کے لئے ڈول خالی چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے ــــ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ صرف مال دینا ہی نہیں ہے جو مالداروں کا کام ہے بلکہ غریب سے غریب بھی بہت سے نیک کاموں میں یا نیک بات کہنے میں صدقہ کا ثواب پا سکتا ہے ــــ اس لئے غریب لوگ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ کہ وہ صدقہ و خیرات نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالٰے نے ان کے لئے یہ باتیں صدقہ و خیرات کے قائم مقام اور اسی قدر ثواب کی عطا فرما دی ہیں۔

خندہ پیشانی

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّ لَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم کسی بھی اچھی بات کو حقیر و معمولی نہ سمجھو۔ اگرچہ یہ ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔ (مسلم)

راوی حضرت ابوذر۔ یہ تو کنیت ہے نام جندب بن جنادہ ہے۔ بنی غفار قبیلہ سے ہیں۔ غفاری ہیں۔ بڑے اونچے پایہ کے صحابہ ہیں اور بڑے زاہد صحابہ ہیں۔ مہاجرین میں ہیں۔ قدیم الاسلام حضرات ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ پانچویں مسلمان ہونے والوں میں سے آپ تھے۔ سب سے پہلے اسلامی طریقہ کا سلام آپ نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا تھا اسلام لانے کے بعد اپنی قوم بنی غفار میں لوٹ گئے تھے۔ غزوہ خندق کے بعد مدینہ منورہ آئے۔ ربذہ میں قیام کیا۔ ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں وہیں وفات پائی۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اسی روز بعد میں خود بھی وفات پا گئے۔

حل الفاظ طلق۔ اور بعض روایتوں میں طلیق ہے کھلا ہوا جس میں شکن نہ پڑے ہوں جیسے ہشاش بشاش ہونے کے وقت ہوتا ہے یا ہنسنے کے وقت یعنی ہنسی خوشی کے ساتھ چاہے اس سے مخالفت ہی ہو کدورت بھی ہو۔

تشریح کسی نیک کام کو خواہ وہ کیسا ہی معمولی سا ہو، کتنا ہی آسان، بے مشقت اور بے خرچ ہو اس کو حقیر اور ادنیٰ سمجھنا محرومی ہے۔ اس پر ثواب ملتا ہے اور آخرت کا ثواب ساری دنیا کے مال و دولت عیش و آرام اور اعزاز و اکرام سے بڑھ کر ہے اس کو معمولی نہ سمجھا جائے دیکھئے۔ خندہ پیشانی کیسا ہلکا، بے مشقت کام ہے مگر صدقہ کا ثواب رکھتا ہے ــ اس لئے انسان یہ نہ سمجھے کہ بڑے بڑے نیکی کے کام تو کام ہیں معمولی باتیں کام نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر نیک کام دوسرے نیک کاموں کا ذریعہ بن جاتا ہے اس لئے ہی وہ معمولی کام معمولی نہیں بلکہ بڑے بڑے کاموں کا بیج بن جاتا ہے اور بڑے کام کا ذریعہ بھی گو بظاہر چھوٹا ہو حقیقت میں بڑا ہی ہے اس لئے اس کو حقیر نہ سمجھیں اور اس سے محروم نہ رہیں۔ اگر کسی سے اختلاف ہو تب بھی اس ثواب کے کام کو نہ چھوڑا جائے پھر ایک دن اس سے سب اختلاف ختم ہو جائیگا۔ یہ کام اتفاق اور راحت کا کیمیاوی نسخہ ہے۔

شکایت مت کر

- اپنی قسمت کی اور زمانہ کی۔
- اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی۔
- غیر کے سامنے اپنے دوست کی۔
- رخصت کرنے کے بعد اپنے مہمان کی۔
- کبھی بھول کر بھی اپنے استاد اور ماں باپ کی۔

سراج الدین بی، اے سکھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ
۵ دسمبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۰

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

صدر مملکت کا قوم سے خطاب

دینی جماعتوں کا نمائندہ کنونشن طلب کیا جائے

صدر مملکت جنرل آغا یحییٰ خاں نے اپنی نشری تقریر میں بعض اہم باتوں کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق وحدت مغربی پاکستان کو توڑ کر سابقہ صوبوں کو بحال کر دیا جائے گا۔ نئے دستور کی تدوین کے لئے ۵ راکتوبر ۱۹۷۰ء کو نئی دستور ساز اسمبلی کا انتخاب ہوگا۔ ہم صدر مملکت کے ارشادات پر اظہار آئندہ پیش کریں گے۔۔۔۔

آج کی فرصت میں صرف یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مملکت پاکستان کے معرض وجود میں آنے کا مقصد وحید یہی تھا کہ یہاں قرآن و سنت کی بنیاد پر نظام نفاذ پذیر ہوگا۔

قبل ازیں ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دو دستور مرتب ہوئے۔ لیکن ان میں کوئی دستور بھی مکمل طور پر اسلامی نہ تھا۔ اب پھر تیسری دفعہ دستور مرتب کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے ——

اسلامیان پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اس مرتبہ ایسے نمائندوں کا انتخاب عمل میں لائیں جو تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ایسا دستور مرتب کریں جو علماء کرام کے بائیس نکات کی روشنی میں قرآن و سنت پر مبنی ہو۔ اگر خدا نخواستہ اس مرتبہ بھی صحیح دستور اسلامی مرتب نہ کیا گیا اور علماء کرام کے ۲۲ نکات کو نظرانداز کر دیا گیا تو پاکستان کے شدید قسم کے بحران، افراتفری اور خلفشار کا شکار ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔

نیز —— ہم پاکستان کی تمام دینی جماعتوں اور علماء کرام کی خدمت میں بھی گذارش کریں گے کہ وہ صحیح اسلامی دستور کی تدوین اور عملی نفاذ کے لئے مقدس لائحہ عمل مرتب کریں اور اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ۲۲ نکات مرتب کرنے والے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام میں سے جو حضرات بقید حیات ہیں، اور ان کے علاوہ جو حضرات مسئلہ دستور کے بارے میں اپنی وقیع اور صائب رائے رکھتے ہیں ان کا ایک نمائندہ کنونشن منعقد کیا جائے تاکہ مسئلہ دستور کے جدید تقاضوں سے اراکین اسمبلی کو آگاہ کیا جا سکے!

حاجی کیمپ میں ہنگامہ

خدام الدین کے چند شماروں میں حج پالیسی کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جا چکا ہے۔ گذشتہ پرچے میں قرعہ اندازی کے طریق کار اور مستحق افراد کی درخواستوں کے بلاوجہ مسترد کئے جانے پر بھرپور احتجاج کیا گیا تھا۔ ملک کے طول و عرض سے ہمیں بے شمار خطوط موصول ہو چکے ہیں جنہیں پڑھ کر سخت کوفت ہوتی ہے —— ہم نے بارہا قومی پریس، رہنمایان ملت اور ارباب اختیار سے استدعا کی کہ وہ اس مسئلہ میں دلچسپی لیں۔ فریضۂ حج سے متعلق قوانین، ہدایات اور طریق کار پر نظرثانی کی اپیلیں کیں۔ عوامی مسائل و شکایات کا جائزہ لینے اور جائز شکایات کا مداوا کرنے کے لئے بارہا تجاویز پیش کیں لیکن یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ ہر سمت مجرمانہ خاموشی طاری ہے — کراچی میں تین سال تک مسلسل ناکام رہنے والے عازمین حج کی قرعہ اندازی کے پہلے روز تمام درخواست دہندگان نے پورٹ حج آفس کے افسران کے خلاف خاصہ ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ یہ لوگ سراپا احتجاج بن کر پورٹ حج آفس کوئنز روڈ سے نکل کر ڈپٹی کمشنر کے دفتر تک گئے۔ وہاں سے شپنگ آفس پہنچے اس افسوسناک حادثے کی تفصیلات روزنامہ "جنگ" کراچی کے حوالے سے خدام الدین کے آئندہ شمارہ میں پیش کی جا رہی ہیں۔

یہ ہنگامہ اس دفتر میں ہوا جس کے ارباب بست و کشاد کافی حد تک حج پالیسی وضع کرنے اور اس پر عمل درآمد کرانے کے ذمہ دار ہیں — بالفاظ دیگر یہ احتجاج

بلاواسطہ سفرِ حجاز سے متعلق طریق کار اور مرکزی حج آفس کے خلاف تھا۔ قرعہ اندازی کا بائیکاٹ کرنے والے، افسران پر جانبداری کا الزام لگانیوالے اور ان کے خلاف نعرے لگا کر میلوں لمبا چکّر کاٹنے والے یہ لوگ نہ تو "ہنگامہ پسند" طلباء تھے، نہ مل مالکان کے ستائے ہوئے مزدور، یہ لوگ نہ تو تنخواہوں میں اضافہ چاہتے تھے، نہ ان پر تخریب پسند سرخوں کے آلۂ کار بننے کا الزام لگایا جا سکتا ہے۔ معاصر "جنگ" کے الفاظ میں اس جلوس میں ۸۵ سال سے اوپر عمر کے مرد اور عورتیں شامل تھیں اور یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ ان لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے پولیس فورس بلائی گئی ـــ اربابِ اختیار کی اس حرکت کی جس قدر بھی مذمّت کی جائے کم ہے۔

یہ مظاہرین صرف کراچی ڈویژن سے متعلق تھے اور موقع پر موجود ہونے کی وجہ سے مبیّنہ حق تلفی اور دھاندلی برداشت نہ کر سکے۔ لیکن مالاکنڈ، ڈی آئی خاں، پشاور اور راولپنڈی جیسی دور دراز ڈویژنوں کے باشندوں کے جذبات کا اظہار کیوں کر ہو سکتا تھا۔ ان میں سے بعض کو تو ابھی تک اپنی ناکامی و کامیابی تک کا علم نہیں۔ ڈی ایس پی کراچی جناب ظہیرالدین صاحب مظاہرین کو سمجھا بجھا کر ہی رخصت کرنے پر اکتفا نہ کرتے بلکہ ان کے مطالبات و الزامات پر غور فرماتے اور باقاعدہ کیس رجسٹرڈ کرتے تو بات کھل کر سامنے آ جاتی۔ تاہم ذمہ دار افسران کا ایک ایک کر کے موقع سے کھسک جانا ان کی پوزیشن داغدار ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

ہم صدر مملکت جناب آغا محمد یحییٰ خاں اور گورنر مغربی پاکستان جناب ائیر مارشل نور خاں کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ کراچی کے اس واقعے کی تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر کریں جو علمائے دین اور حج کے موضوع سے عملی واقفیت رکھنے والے اصحاب پر مشتمل ہو۔ یہ کمیشن حج کے مسئلے کے مضمرات و محرکات معلوم کر کے اپنی سفارشات پیش کرے تاکہ ان کی روشنی میں اطمینان بخش حج پالیسی وضع کی جا سکے اور ضلعی سطح پر عازمینِ حج کے ساتھ جو ناروا سلوک ہو رہا ہے۔ اس کا سدِ باب کیا جا سکے۔

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

محمد عثمان غنی

حاملِ قرآن تھا وہ صاحبِ اسرار تھا!
دامنِ احمد علیؒ سے جس کی ہو وابستگی!!
حشر کے میدان میں بھی اے خداوندِ کریم!
اُن کے صدقے میں ہمیں بھی بخش ربِّ دوجہاں
ہیں حبیب اللہ، عبید اللہ، حمید اللہ سبھی
آپ کے حصّہ میں آئی مسندِ احمد علیؒ
ہوں عبید اللہ انورؔ کو وہ حاصل رفعتیں،
یا الٰہی! میرے ہادیؒ پر ہوں تیری رحمتیں
جس نے پایا فیضِ صحبت پیرِ کامل کا غنیؔ!

دوستوں کا دلنواز اور دشمنوں کا دوستدار
یہ سعادت ہے یقیناً مایۂ صد افتخار
ہو عطا ہم سب کو قربِ حضرتِ والا تبار
جس کی تربت سے اٹھی تھی اک ہوائے مشکبار
سالکانِ راہِ حق و پاک طینت باوقار
اے عبید اللہ انورؔ! یہ ہے فضلِ کردگار
جن کے حامل تھے ہمارے ہادیؒ شب زندہ دار
ان کا جنّت میں مکاں ہو اے میرے پروردگار
کامرانی سے ہوا لاریب وہ ہی ہمکنار

بارشیں انوار کی ہوں روح ہو حضرتؒ کی شاد
ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

حضرت مولانا عبید اللہ انور کا پروگرام

●

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر انجمن خدام الدین
۲۴ ر رمضان المبارک بعد نماز عشاء سعدی روڈ کرشن نگر
۲۵ ر رمضان المبارک مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی
۲۶ ر رمضان المبارک جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ
۲۷ ر رمضان المبارک نورانی مسجد قلعہ لچھمن سنگھ
۲۸ ر رمضان المبارک گوجرانوالہ جامع مسجد گلی لانگریاں
کو ختمِ قرآن کریم کی تقریباتِ سعید میں شرکت فرمائیں گے۔

(حاجی بشیر احمد)

خدام الدین کا سائز

بعض قارئین حضرات ایک عرصہ سے یہ تجویز پیش کر رہے ہیں کہ ہفت روزہ خدام الدین کا سائز بڑا ہونے کے باعث ہمیں جلد بندی کی دشواریاں پیش آ رہی ہیں اور ان دنوں بعض رسائل ایسے سائز پر شائع ہونے لگے ہیں جو مجلد ہو کر اچھی کتاب بن سکتے ہیں۔

ان تجاویز کو ملحوظ رکھ کر انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے خدام الدین کا سائز لیل و نہار طرز پر کر دیا جائے۔ حضراتِ قارئین اپنی تجاویز سے مطلع فرمائیں۔

نمازِ عیدالفطر

۹ بجے صبح بیرون کشمیری دروازہ اور مستی گیٹ کے درمیانی باغ میں ادا کی جائے گی۔ نماز عید قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور پڑھائیں گے ـــ

جمعۃ الوداع کی نماز بھی مذکورہ بالا باغ میں پڑھائی جائے گی۔ تقریر ½ ۱۲ بجے شروع ہو جائے گی۔ خطبہ جمعہ ½ ۱ بجے شروع ہو گا۔

مسلمانانِ لاہور وقت کا خاص خیال رکھیں اور نماز میں جوق در جوق شریک ہو کر ثوابِ دارین حاصل کریں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا باقاعدہ انتظام ہو گا۔ بارش کی صورت میں نمازِ عید مسجد شیرانوالہ میں پڑھائی جائے گی۔

(ناظم انجمن خدام الدین)

آخری دورہ تفسیر کے علماء سے

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا آخری خطاب

۱۳۸۰ھ میں شیخ الاسلام حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری دورہ تفسیر مکمل پڑھایا تھا۔ اس دفعہ امتحان کے بعد جب سندات تقسیم فرمانے لگے تو اس وقت حضرت الشیخ رح نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی تھی۔ جو میں نے حتی الوسع قلم بند کرنے کی کوشش کی تھی۔ افادہ عام کے لیے ہدیۂ قارئین کرام ہے۔ والسلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ط

ترجمہ اے رسولؐ! جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے، اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

اب سندیں دینے سے پہلے کچھ باتیں عرض کرتا ہوں غور سے سنیئے! ہر قوم کے پاس کوئی نہ کوئی قانون ہوتا ہے مگر اس وقت پوری دنیا میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے پاس الہامی کتاب موجود نہیں ہے اور مسلمانوں کے پاس جو دستور العمل موجود ہے اس کا نام قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید اصل ہے اور حدیث شریف اس کی شرح ہے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے حدیث کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید لا ہے اور حدیث شریف بائی لاز ہیں اسی لیے تو میں کہا کرتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے وہ منکر قرآن ہے وہ خارج از اسلام ہے یعنی بے ایمان ہے۔ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس پر ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود اس کے عجائبات ختم نہیں ہوئے اور اس کے جواہر اتنے ہیں کہ ہر ایک کی رسائی نہیں ہو سکتی ہر ایک کو بقدر ہمت حصہ ملتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جتنا خدا کسی کو چاہتا ہے۔ قرآن مجید کا فہم دیتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ یہ قرآن مجید پورا دینی و دنیوی دستور العمل ہے اگر اس پر مسلمان صحیح معنوں میں عمل کریں تو دنیا میں کوئی قوم کسی حیثیت سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مگر افسوس کہ اب تو مسلمانوں کے دلوں سے اس کتاب عزیز کی وقعت ہی نکل گئی ہے اور احساس بھی نہیں ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور عام لوگوں کو تو رہنے دیجئے آج کل کے علماء جب مدارس سے فارغ ہوتے ہیں تو صرف، نحو، منطق، فلسفہ میں اپنی عمریں صرف کر دیتے ہیں مگر قرآن کے لیے بہت کم لوگوں کا خیال ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عوام اب اس مبارک کتاب سے دور بھاگ رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک پرانی کتاب ہے واقعات ہیں اور بس حالانکہ یہ قرآن مجید تمام اقوام اور زمانوں کے لیے ہے۔ آجکل چاہیئے تو یہ کہ جو امراض مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں ان کا حل قرآن و حدیث میں تلاش کیا جائے اور واقعات خصوصی کو عام انداز سے پیش کیا جائے اور ان نقائص سے بچنے کی تلقین کی جائے جن کی وجہ سے سابقہ قوموں کو عذاب کا مزا چکھنا پڑا۔ جیسا کہ اب میں نے آپ کو قرآن مجید پڑھایا ہے اس میں دینی دنیوی تمام مسائل موجود ہیں معاشرتی اقتصادی، سیاسی ہر قسم کے قوانین موجود ہیں۔ اسی لیے آجکل علما کے لیے الاعتبار والتاویل ضروری ہے تاکہ قرآن صرف ایک وظیفہ کی کتاب نہ رہ جائے۔

یہ ابتدائی تمام علوم خادم قرآن ہیں مقصود بالذات نہیں ہیں مقصود بالذات صرف قرآن مجید ہے اور اس کی شرح حدیث شریف ہے میں آپ سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اپنی جگہ جا کر قرآنی علوم کی نشر و اشاعت کو اپنے ذمہ ضروری ٹھہرا لو اور یہی نصب العین حیات بنا لو آپ حضرات اپنی عمر کے دس دس بارہ بارہ سال منطق و فلسفہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ مگر قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے۔ اب جو چیزیں میں نے آپ کو بتلائی ہیں کیا پہلے آپ کو ان کا علم تھا؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ حضرات کو یہاں آنے کی توفیق دی اور مجھے پڑھانے کی۔

میں نے دس سال حضرت سندھیؒ سے قرآن مجید پڑھا اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں ساری عمر قرآن میں صرف کروں گا اور اسی کو اپنی نصب العین بناؤں گا۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے اس وعدہ کے نبھانے کی توفیق بخشی۔ جوانی سے بڑھاپے تک بس یہی مشغلہ رہا اور اب یہ امانت آپ کو سپرد کر رہا ہوں تاکہ میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ خیر جاری رہے یہ سندیں اسی لیے دی جاتی ہیں کہ اب آپ میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ اب آپ پر قرآن مجید کا گھر گھر پہنچانا ضروری ہو گیا ہے اگر آپ نے اس فریضہ کو ادا نہ کیا تو یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ گرفت فرمائے گا۔ کہ جب تمہیں میں نے قرآن کی سمجھ دی تھی تو تم نے کوتاہی کیوں کی؟ اور لوگوں تک حق کیوں نہیں پہنچایا؟

جب آپ دین حق کا آوازہ اٹھائیں گے تو لوگوں کی طرف سے مخالفتیں ہوں گی طعنے دیئے جائیں گے، تکالیف پہنچیں گی۔ مگر یاد رکھو کر ڈٹ کر تمام مصائب کا مقابلہ کرنا آخر فتح تمہاری ہوگی۔ باطل دم دبا کر بھاگے گا۔ میری زندگی تمہارے

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بناتِ اسلام

ایک عورت کی آیاتِ قرآنی میں گفتگو

قاری محمد عظیم

حضرت عبداللہ ابن مبارک نے سفرِ حجاز میں ایک بوڑھی عرب عورت کو جنگل میں کمبل اوڑھے بیٹھی دیکھا۔ اُسے تنہا دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہتے ہیں کہ میں اس ضعیفہ کے پاس گیا اور کہا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خاتون نے جواب دیا" سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ (سورہ یٰسین) پھر دونوں میں جو گفتگو ہوئی حسب ذیل ہے:۔

عبداللہ سوال کر رہے ہیں، خاتون جواب دے رہی ہے

سوال:۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ یہاں کس طرح ہیں؟

جواب:۔ مَنْ يُّضْلِلِ فَلَا هَادِيَ لَهٗ یعنی راہ بھول گئی ہوں۔

سوال:۔ آپ کو کہاں جانا ہے؟

جواب:۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى یعنی حج سے فارغ ہو کر بیت المقدس کا قصد ہے

سوال:۔ آپ یہاں کب سے ہیں؟

جواب:۔ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا یعنی تین راتیں۔

سوال:۔ آپ کے پاس کچھ خوراک ہے؟

جواب:۔ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَ هُوَ يَسْقِيْنِ، یعنی اللہ تعالےٰ مجھے کھلاتے پلاتے ہیں۔

سوال:۔ آپ وضو کس چیز سے کرتی ہیں؟

جواب:۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا یعنی اگر پانی نہیں ملتا پاک مٹی سے تیمم کر لیتی ہوں۔

سوال:۔ کیا آپ کھانا کھائیں گی؟ میرے پاس کھانا موجود ہے،

جواب:۔ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ یعنی شام تک میرا روزہ ہے۔

سوال:۔ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے

جواب:۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ یعنی نفلی روزہ بھی ثواب کا کام ہے۔

سوال:۔ سفر میں تو افطار جائز ہے؟

جواب:۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، یعنی اگر روزہ رکھ لو تو بہتر ہے

سوال:۔ آپ میری طرح اپنی بولی میں کلام کیوں نہیں کرتیں؟

جواب:۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی ہر بات فرشتے لکھ لیتے ہیں، اس لیے قرآن میں گفتگو کیوں نہ کی جائے تاکہ نامۂ اعمال قرآن پاک ہی سے بھرپور ہو،

سوال:۔ آپ کن لوگوں میں سے ہیں —؟

جواب:۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنی بے ضرورت نہ بولو روز قیامت کان آنکھ اور دل کے متعلق پوچھا جائے گا

سوال:۔ کیا آپ میری یہ خطا معاف نہ کریں گی؟

جواب:۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ لَكُمْ یعنی میں نے معاف کیا اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے،

سوال:۔ اگر آپ قافلے میں شامل ہونا چاہیں تو میں اونٹنی پر سوار کر کے لے چلوں؟

جواب:۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ یعنی لے چلو نیکی کا بدلہ خدائے علیم سے ملے گا۔

سوال:۔ میں نے اونٹنی بٹھا دی ہے آپ اس پر سوار ہو جائیں؟

جواب:۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ یعنی میں سوار ہونے لگی ہوں، اپنی آنکھیں بند کر لو۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں اونٹنی کے زانو باندھنے بھول گیا تھا اس لیے وہ بدک گئی۔ خاتون کا کپڑا الجھ کر پھٹ گیا اس پر اس نے کہا وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ یعنی مصیبت اپنے ہاتھوں لائی گئی ہے۔

سوال:۔ بی بی ٹھہریں میں اونٹنی کے زانو باندھ دیتا ہوں۔

جواب:۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ، یعنی جس طرح حضرت سلیمان رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے تدبیر سلجھائی تھی اس طرح تمھیں بھی سلجھا دی۔

سوال:۔ بی بی میں نے اونٹنی کو سواری کے لیے درست کر دیا ہے اب آپ سوار ہو جائیں۔

جواب:۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس جانور کو ہمارے تابع بنایا ورنہ ہم میں کہاں طاقت تھی کہ اس کو مطیع کرتے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے اونٹنی کی مہار تھام لی اور بلند آواز سے شعر خوانی کرتے ہوئے تیز چلنے لگا تو اس پر خاتون نے تکلیف محسوس کی اور کہا وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ یعنی آہستہ چلاؤ اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ پھر میں نے رفتار اور آواز نرم کر دی تو خاتون بولیں فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی قرآن جتنا پڑھ سکو پڑھو! عبداللہ نے کہا مجھے خیر کثیر مل گئی۔ خاتون نے فرمایا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی عقلمند آدمی ہی نصیحت قبول کرتے ہیں، عبداللہ یہ سن کر چپ ہو گئے اور چلتے چلتے قافلے سے جا ملے تو خاتون سے دریافت کیا کہ اس قافلے میں آپ کا کوئی آدمی ہے؟

جواب:۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ۔

اِنسانیّت کیا ہے؟

اِسلامی تعلیمات • امنِ عالم کا بہترین فارمولا

از حضرت مولانا مفتی سیّد محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی

دھرم اور مذہب کا نام:۔ ایسا کوئی بھی نام جس سے مساوات و اخوّت کی ہموار سطح میں نشیب و فراز پیدا ہو اسلام کے منشا کو پورا نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس سطح پر جو انسانی شخصیت بھی سامنے آئے گی خواہ وہ کتنی ہی مقدس اور پاک صاف ہو کسی نہ کسی قسم کا نشیب و فراز ضرور پیدا کر دے گی، یہاں عیسیٰ، موسیٰ، بدھ یا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام بھی قابلِ برداشت نہیں کیونکہ ان ناموں کے ساتھ شخصی، قبائلی، نسلی یا جغرافیائی امتیازات ضرور ملیں گے جو ہمہ گیر مساوات و اخوت اور ہمہ گیر انسانیت کے دامن میں کوئی شکن ضرور ڈال دیں گے لہٰذا صرف وہی تعبیر قابلِ برداشت اور صحیح ہو سکتی ہے جو مساوات و اخوت اور ہمہ گیر انسانیت کی طرح ہمہ گیر ہو۔ اس سے اگر کوئی چیز نمودار ہو تو وہ حقیقت پرستی اور حق آگاہی۔ یہ عام تعبیر کیا ہے" ماننا" تسلیم کرنا۔ جس کی عربی 'اِسلام' ہے صداقت پر یقین و اعتقاد رکھنا جس کا عربی نام 'ایمان' ہے۔ کوئی اور تعبیر اگر اس کی ہو سکتی ہو تو قدرتی مذہب اور نیچرل دھرم یعنی دینِ فطرت۔

اِن کے علاوہ یہ بھی گوارا نہیں کہ مسلم کو 'محمڈن' کہا جائے۔ یہ نام اسلام یا قرآن نے ایجاد نہیں کیا بلکہ یہ اُن کی ایجاد ہے جو پہلے سے انسانیت کی چادر کو یہودیت یا عیسائیت کی مقراض سے پارہ پارہ کر چکے ہیں غالباً اس کی تہہ میں یہ جذبہ کام کر رہا ہے کہ جو گناہ خود ان گروہوں اور ٹولیوں نے کیا ہے وہ زبردستی اسلام کے سر تھوپ دیں۔ مگر اِسلام کی تعلیم اور اللہ کا کلام اس سے پاک دامن ہے۔

وہ جس طرح کسی نسلی یا قبائلی غرور کو برداشت نہیں کرتا اسی طرح وہ دولت و ثروت کے گھمنڈ۔ اقتدار یا حکومت کی نخوت کو بھی سراسر لعنت قرار دیتا ہے۔

تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ نہایت اختصار کے ساتھ ان تین الفاظ سے اسلام کے حقیقی رجحانات اور اس کی ہمہ گیر اخوت و مساوات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) شیطان (۲) فرعون (۳) قارون

قرآن حکیم نے ان تینوں پر اتنی لعنتیں برسائیں کہ عام بول چال میں یہ نام گالی تصوّر کیے جانے لگے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟ وہ زیرِ بحث نہیں ہے۔

قرآن حکیم نے جس بنا پر ان تینوں کو مستحقِ لعنت قرار دیا ہے وہ تین چیزیں یہ ہیں:۔

(۱) غرورِ نسل (۲) غرورِ اقتدار (۳) غرورِ دولت

نسلی غرور کا دیو شیطان ہے۔ ملوکیّت کا مجسمہ فرعون اور ایسا سرمایہ دار کہ دولت و ثروت کا گھمنڈ اس کے دل کو پتھر بنا دے قارون ہے۔

یہ تینوں انسانیت کی مقدس سطح میں اونچ نیچ اور نشیب و فراز کے گڑھے ڈال کر یکسانیت، اخوّت اور مساوات کو پارہ پارہ کر ڈالتے ہیں لہٰذا انسانیت کی نظر میں بھی مردود و ملعون ہیں اور وہ خدا تعالیٰ جو انسانیت کو بہترین دولت و نعمت بتاتا ہے اس کی نظر میں بھی وہ مغضوب و مبغوض ہیں۔

سیاسی دنیا کے وزراءِ اعظم جو ایٹم بموں کی ہولناکیوں سے لرزہ بر اندام ہیں ان کے دلوں سے پوچھو کیا وہ ان اصولوں کے لیے "رحمت" کے سوا اور کوئی لفظ بھی تجویز کر سکتے ہیں؟

یہی رحمت ہے جس سے سارے عالم بلکہ کائنات کے تمام عالموں کو ہمکنار کرنے کے لیے وہ آخری نبی مبعوث کیا گیا۔ جس کا لقب رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

آخر میں ایک بات اور بھی سن لیجے جہاد کے لفظ سے دنیا کو وحشت زدہ کر کے مسلمانوں نے نہیں بلکہ انؐ کے مخالفین نے بہت کچھ پراپیگنڈہ کیا۔

لیکن یہ سارا پروپیگنڈہ غلط اور ناکام ثابت ہُوا۔ کیوں کہ جہاد کے جو معنیٰ بیان کیے گئے ہیں اسلام کا دامن ان سے پاک ہے۔

جہاد کی غرض و غایت اور اس کا دستور العمل جو قرآن حکیم نے بیان فرمایا۔ یونائیٹڈ نیشنس کا بین الاقوامی چارٹر آج تک اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکا۔

آزادیِ ضمیر۔ آزادیِ رائے و فکر، یہ ہے مقدس نصب العین، جس کے لیے اسلام جہاد فرض کرتا ہے۔

لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ الآیہ (سورۂ حج)

اگر دفاع اور ڈیفنس کا قاعدہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں نہ کرتا تو آزادیِ ضمیر ختم ہو جاتی اور گرجے، مندر، خانقاہیں نماز و عبادت اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، سب تباہ و برباد کر دی جاتیں۔

یہ ہے ڈیفنس اور دفاع کا مقصد اب ایفنس اور اقدام کا مقصد ملاحظہ فرمائیے!!

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

طاغوتی طاقتوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ (جبر و قہر کا) فتنہ نہ رہے اور دین (دباؤ اور زور کا نہیں بلکہ) خالص اللہ کے لیے ہو جائے۔

(یعنی زیر دستوں اور پسماندوں کو یہ موقع مل سکے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے مستقبل اور اپنے انجام کے متعلق غور و خوض کر کے فیصلہ کر سکیں) بایں ہمہ قرآن حکیم میں "جہادِ کبیر" اور 'بڑا جہاد' اس کو کہا گیا ہے۔ جو اخلاقی قوت سے ہو۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (سورۂ فرقان)

اسلامی تعلیمات امنِ عالم کا بہترین فارمولا:۔ ان صفحات میں جن تعلیمات کی طرف اشارے کیے گئے ہیں اُن کے متعلق قرآن پاک کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے کہ آج دنیا اگر امن کے لیے بے چین ہے تو کیا ان تعلیمات سے بہتر امنِ عالم کے بنیادی اصول کہیں مل سکتے ہیں۔ یہ بھی خیال فرمائیے کہ جو تعلیمات پیش کی جا رہی ہیں۔ قرآن حکیم میں ان کو بار بار دہرایا گیا ہے اور

قدرتی مشاہدات، تاریخ کے مسلمہ واقعات اور خود انسان کے فطری احساسات سے نہایت مؤثر اور بلیغ انداز میں استدلال کیا گیا ہے۔ ہم نے تمام آیتوں کو پیش نہیں کیا بلکہ صرف ایک آیت یا دو آیتوں کے ترجمے اور ان کے حوالہ کو کافی سمجھا ہے۔

توحید:۔ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے (کسی کی اس کو ضرورت نہیں ہے ہر ایک احتیاج اور ضرورت سے وہ پاک ہے) اس کے اولاد نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے، نہ کوئی اس کا ہمسر اور نہ اس کے برابر ہے۔ (سورۃ اخلاص ۱۱۲)

اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جا سکتی کیونکہ اس جیسا کوئی نہیں ہے کوئی چیز اس کے مثل نہیں ہے۔ (سورۃ شوریٰ ۴۲)

نگاہیں اسے نہیں پا سکتیں، وہ تمام نگاہوں کو پا رہا ہے۔ وہ بڑا ہی لطیف اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ سورۃ الانعام

اسی کی سلطنت ہے۔ آسمانوں اور زمینوں پر وہی حیات دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی پہلے ہے وہی پیچھے۔ وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہی ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (سورۃ حدید ۵۷)

نبی اور رسول:۔ ہر قوم کے لیے رہنما ہوئے ہیں (سورۃ رعد ۱۳)

ہر ایک امت (انسانی گروہ۔ قوم) میں نبی گزرے ہیں۔ (سورۃ فاطر) (۳۵)

جتنے نبی گزرے ہیں بلاتفریق سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۱۳۶ (خلاصہ) آیت ۲۸۵ خلاصہ سورۃ آل عمران ۳ آیت ۸۴ (خلاصہ) وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے سورۃ نساء آیت ۱۵۰ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے سے جدا نہیں کیا۔ کہ اس کو نہ مانا ہو) تو بلا شبہ ایسے ہی لوگ ہیں (جو سچے مومن ہیں) ہم عنقریب ان کو اجر عطا فرمائیں گے۔ سورۃ نساء ۴ ۱۵۱

انبیا اور رسولوں کی حیثیت:۔ تمام انبیا اور رسولوں کا یہی قول رہا ہے "ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہاری طرح کے آدمی ہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل اور احسان کے لیے چن لیتا ہے۔ (سورۃ ابراہیم ۱۴ آیت ۱۱)

رواداری:۔ جو لوگ خدا کے سوا دوسری ہستیوں کو پکارتے ہیں تم ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہو (ان کے حق میں بدکلامی نہ کرو) کہ پھر وہ بھی حد سے بڑھ کر بے سمجھے بوجھے اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگیں۔

تشریح:۔ قدرت نے انسان کی فطرت ایسی ہی بنائی ہے کہ فکر و عمل اور سب کے سوچنے کا ڈھنگ ایک نہیں ہوتا۔ ہر گروہ اپنی سمجھ کے بموجب اپنی رائے رکھتا ہے۔

تمہاری نظر میں اس کی راہ کتنی ہی بری ہو مگر اس کی نظر میں وہ راہ ایسی ہی اچھی ہے۔ جیسی تمہاری نظر میں تمہاری راہ اچھی ہے۔ بس ضروری ہے کہ اس بارہ میں برداشت اور رواداری سے کام لو۔ جس بات کو تم اچھا سمجھتے ہو اس کی دعوت دو مگر اس کی کد نہ کرو کہ سب لوگ تمہاری بات مان ہی لیں تم ان پر پاسبان نہیں بنائے گئے ہو۔ نہ تم پر اس کی ذمہ داری ہے کہ دوسرے کو ضرور ہی نیک بنا دو۔ (سورۃ انعام، سورۃ ھود ۱۱)

دین و مذہب دل سے ہے: دین کے معاملہ میں زور زبردستی کا کوئی موقع نہیں۔ کسی طرح کا جبر واکراہ دین کے بارے میں جائز نہیں۔ دین کی راہ دل کے اعتقاد اور یقین کی راہ ہے اور دل کی تبدیلی خیر خواہانہ نصیحت اور ہمدردانہ دعوت اور تفہیم سے ہوتی ہے۔ زور و ظلم سے نہیں ہوتی۔ سورۃ بقرۃ آیت ۲۵۵ ۔ سورۃ یونس ۱۰ آیت ۹۹ ۔

انسان کا درجہ اور مقصد: تمام دنیا میں انسان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۲۸ ۔ سورۃ جاثیہ ۴۵ آیت ۱۲،۱۳

انسان دنیا میں خدا کا خلیفہ اور نائب ہے۔ (سورۃ بقرۃ ۲ آیت ۲۹)

جو انسان اپنی حقیقت اور خداداد حیثیت نہیں پہچانتے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ فرشتوں کو دیوتا مان کر ان کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رب العالمین خالق کائنات نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ سجدہ کریں۔ چنانچہ سب نے سجدہ کیا۔ صرف ایک نے چوں چرا کی تو وہی راندۂ درگاہ ہوا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محروم (مردود و ملعون) بن گیا۔ سورۃ بقرۃ ۲ ۔ سورۃ اعراف ۷ سورۃ حجر آیت ۱۱ - ۱۸ آیت ۲۹ - ۳۴

(سورۃ حٰم وغیرہ ۳۹)

پس انسان کے لیے کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کے سامنے ماتھا ٹیکے۔ یہ شرک ہے۔ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ لقمان) آیت ۳۱ ۱۳

خود اپنے اوپر ظلم اور اپنے حق میں سب سے بڑی خودکشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر ایک مخلوق پر عزت بخشی، اور یہ مخلوق کے سامنے پیشانی رگڑ کر اپنی عزت خاک میں ملا رہا ہے اور اپنی انسانیت کو فنا کے گھاٹ اتار رہا ہے)

آفتاب اور چاند کو سجدہ مت کرو، سجدہ اس کو کرو جس نے آفتاب و مہتاب کو پیدا کیا ہے۔ (سورۃ سجدہ) آیت ۴۱

رب اور پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی پر جمے رہو۔ (سورۃ سجدہ آیت ۳۰)

آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بناؤ۔ ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرے کہ گویا خدا کو چھوڑ کر اس نے اپنا پروردگار اس کو بنا لیا ہے۔ آیت (سورۃ آل عمران) ۶۴

انسانی بھائی چارہ:۔ اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف گوت اور مختلف خاندان اس لیے بنا دیا کہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں بڑی عزت والا (بڑا شریف) وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (سورۃ حجرات آیت ۱۳)

اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیے، کیا عجب ہے وہ ان سے (ہنسنے والوں سے) بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے۔ کیا عجب ہے وہ ان سے بہتر ہوں، نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو۔ نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو (سورۃ حجرات ۴۹) نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کرو۔ (سورۃ حجرات ۴۹)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اور عاجزی سے کام لو ایسا نہ ہو کہ کوئی مرد کسی مرد کے مقابلہ میں فخر کرے اور بڑائی جتائے۔ نہ یہ ہو کہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔ (مسلم شریف)

یہ اسلامی تعلیم سے پہلے زمانہ جاہلیت کی بات ہے کہ لوگ باپ دادا پر فخر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل و خاندان

کے فخر و غرور کو ختم کر دیا ہے۔ اب انسان کی تقسیم اخلاق و کردار کے لحاظ سے ہے کہ کوئی صاحب ایمان اور پرہیزگار ہے اور کوئی بدکار و بدبخت (فاجر و شقی) تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کی سرشت مٹی سے ہوئی تھی۔ (مشکوٰۃ شریف)

عورت:- تم سب کو اکیلی جان سے پیدا کیا اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اس کی رفاقت میں چین پائے (سورہ اعراف آیت ۱۸۹)

عورتوں کے لیے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا گیا ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸)

عورتوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی تمہارا سلوک اچھا ہونا چاہیے۔ کیونکہ) ممکن ہے تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو۔ (آیت ۱۹ سورہ نساء)

عدل و انصاف:- ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر ابھار دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ (سورہ مائدہ) آیت ۶

نیکی کیا ہے؟ نیکی اور بھلائی یہ نہیں ہے کہ تم عبادت کے وقت اپنے منہ پورب کی طرف پھیر لو یا پچھم کی طرف (یا اسی طرح کی کوئی رسم و ریت پوری کر لو) نیکی یہ ہے کہ انسان (اپنی شخصیت کی تعمیر اور اپنی اصلاح کو نصب العین بنا کر) اللہ پر آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں اور خدا کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے۔

جب خود اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کا مال اس کو محبوب ہو (تو ایثار سے کام لے اور اس مال کو) رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دے (غلاموں یا مقروضوں کی) گردن چھڑانے میں خرچ کرے۔ نماز پوری پابندی کے ساتھ قائم رکھے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ اپنی بات کا سچا اور قول کا پابند رہے۔ جو قول و قرار کرے اس کو پوری طرح نبھائے۔ تنگی یا مصیبت کی گھڑی ہو، یا خوف و ہراس کا وقت ہر حال میں صبر اور (ضبط و تحمل) سے کام لے۔ (سورہ بقرہ) آیت ۱۷۶

حرام کام:- اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں سے کہہ دو۔ میرے پروردگار نے جو کچھ حرام ٹھہرا دیا وہ تو یہ ہے:-

بےحیائی کی باتیں جو کھلے طور پر کی جائیں اور جو چھپا کر کی جائیں گناہ کی باتیں ناحق زیادتی اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ خدا کے نام سے ایسی بات کہو کہ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہیں۔ (سورہ اعراف) آیت ۳۲

جہاد

ضرورتِ دفاع:- اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا کہ انسانوں کے ایک گروہ کے ذریعے دوسرے گروہ کو ہٹاتا رہتا ہے تو دنیا خراب ہو جاتی (امن و انصاف کا نام و نشان باقی نہ رہتا) لیکن اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے لیے فضل رکھنے والا ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۵)

یعنی اگر لوگوں میں انقلاب کی روح نہ ہوتی اور جو جماعت کسی حالت میں ہے وہ سدا اسی حالت میں چھوڑ دی جاتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ دنیا ظلم و تشدد اور فتنہ و فساد سے بھر جاتی اور حق و انصاف کا نام و نشان تک نہ ملتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے کہ جب کوئی ایک گروہ ظلم و فساد منہ چھوٹ ہو جاتا ہے تو مزاحمت کے محرکات دوسرے گروہ کو مدافعت کے لیے کھڑا کر دیتے ہیں اور اس کے اقدام کو روک دیتے ہیں اور اس طرح ایک قوم کا ظلم دوسری قوم کی مقاومت سے دفع ہو جاتا ہے۔

مذہبی جنگ:- اگر نہ ہوتا ہٹا دینا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض کے ذریعہ تو منہدم کر دی جاتیں راہبوں کی خانقاہیں۔ عیسائیوں کے گرجے۔ یہود کے عبادت خانے۔ اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً مدد کرے گا اس کی جو مدد کرے گا اس کی (اللہ کی) (سورہ حج) آیت ۴۰

یعنی بقائے باہم۔ امن و آشتی، مذہبی آزادی اور حریت بڑی اچھی چیزیں ہیں۔ انسان اور انسانیت کے بنیادی حقوق ہیں۔ مگر کسی قوم اور ملت کو یہ اسی وقت حاصل ہوتے ہیں اور اسی وقت تک باقی رہتے ہیں جب تک اس قوم میں دفاع کی طاقت اور قوت ہو۔ پس مقصد جہاد یہ ہے کہ اگر بنیادی حقوق سلب ہونے لگیں تو قوت اور طاقت کے ذریعہ ان کو محفوظ رکھا جائے اور سلب ہو چکے ہوں تو طاقت کے ذریعے ان کو بحال کر دیا جائے۔

خاتمہ جہاد:- اور ان لوگوں سے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے آیت ۱۹۳ (سورہ بقرہ) آیت ۳۹ (سورہ الانفال)

فتنہ:- مسلمانو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے۔ حالانکہ کتنے ہی بے بس مرد ہیں اور کتنی ہی عورتیں ہیں اور کتنے ہی بچے ہیں جو فریاد کر رہے ہیں۔ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نجات دلا جہاں کے باشندوں نے ظلم پر کمر باندھ لی ہے۔ اور اپنی طرف سے ہمارا کسی کو کارساز بنا دے اور کسی کو مددگاری کے لیے کھڑا کر دے۔ (سورہ نساء آیت ۷۵)

ملاحظہ ہو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری شریف صفحہ ۲۲۵، صفحہ ۶۴۸، صفحہ ۶۷۰ وغیرہ جس میں فتنہ کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ جو آیت کا مفہوم اور مضمون ہے۔ یعنی کسی قوم کا ایسا بے بس ہونا کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز پر عمل نہ کر سکے اور جس کو وہ حق سمجھے اختیار نہ کر سکے۔ واللہ اعلم بالصواب

اسلام اور تلوار

یہ بالکل غلط ہے کہ تلوار کے زور سے اسلام پھیلایا گیا۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ قرآن شریف میں نہایت صفائی سے اعلان موجود ہے:- لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ مذہب اور دین کے معاملہ میں کسی زور زبردستی کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

ایمان کی پہلی شرط ہے دل سے مان لینا۔ جب تک اسلام کی باتیں دل سے نہ مانی جائیں زور زبردستی سے کلمہ پڑھوا لینا ایمان نہیں ہے۔ چنانچہ اسلامی قانون (فقہ) کی کتابوں میں تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص جج کے سامنے بیان دے کہ وہ اپنے آپ سے مسلمان نہیں ہوا اسے زبردستی مسلمان بنا لیا گیا ہے تو اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی اور اس کا وہی مذہب مانا جائے گا جو پہلے تھا (کتاب الاکراہ ہدایہ آخرین فتاویٰ ہندیہ وغیرہما) لیکن اگر بفرض محال ایسا کیا گیا تو ان مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے باپ دادوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ذیل کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔ جو ایسے مسلمان کی تحریر ہے جو نسلاً ہندوستانی ہے۔ جس کے دادا پردادا باہر سے نہیں آئے بلکہ ہندوستان ہی کے پرانے باشندے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

اعتکاف اور شب قدر

اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے، اگر تمام بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے ذمہ ترکِ سنت کا وبال رہتا ہے۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیّت کر کے مسجد میں رہنا اور سوائے حاجت ضروری اور غسل و وضو کے باہر نہ آنا۔ خاموش رہنا اعتکاف میں ہرگز ضروری نہیں البتہ نیک کلام کرنا چاہئے، بدکلامی اور لڑائی جھگڑے سے بچنا چاہئے۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں پنجگانہ نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اگر پورے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو بیس تاریخ کو آفتاب غروب ہونے سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آئے تو اعتکاف سے باہر ہو، یہ بھی جائز ہے اور باعثِ ثواب ہے کہ ایک دو روز یا ایک آدھ گھنٹہ کے لئے اعتکاف کی نیّت سے مسجد میں رہے۔

شبِ قدر کا رمضان کے اخیر عشرہ میں ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷، ۲۹ کو ہونا احادیث میں وارد ہے۔ لہٰذا ان مخصوص راتوں میں بہت محنت سے عبادت میں مشغول رہنا چاہئے۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس ضروریاتِ خانہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ (تقریباً ۶۱۲½ گرام) چاندی یا اسی قدر وزن کے چاندی کے روپے ہوں یا زیور یا مال و جائداد یا تجارت کا مال ہو یا ساڑھے سات تولہ (تقریباً ۸۷½ گرام) یا اسی قدر وزن کی اشرفیاں یا زیور ہو، یہ ضروری نہیں کہ اس پر سال بھی گذر گیا ہو۔ اگر کسی کے پاس بہت مال ہے لیکن قرض اس قدر ہے کہ ادا کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا اسباب باقی نہیں رہتا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ جس شخص کے پاس مذکورہ بالا مال یا اس سے زیادہ ہو وہ اپنی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرے اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی۔

صدقۃ الفطر ایک آدمی کا پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جَو کے برابر ہے اپنے نادار عزیز و اقارب سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ایک شخص کو کئی آدمیوں کا صدقہ فطر دیا جائے تو درست ہے اور اگر ایک آدمی کا صدقۃ الفطر کئی محتاجوں کو دے دیں تو بھی درست ہے۔ عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ جس نے عذر یا غفلت سے روزے نہیں رکھے اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ بشرطیکہ مذکورہ بالا مقدار کے بقدر مال رکھتا ہو۔ صدقۃ الفطر مؤذن یا امام وغیرہ کو اجرت میں دینا جائز نہیں اور مسجد کی تعمیر اور اس کے مصارف میں لگانا بھی درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ مال کی جس مقدار پر صدقۃالفطر واجب ہوتا ہے۔ اسی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب یہ ہے کہ مال کی مقدار کا چالیسواں حصّہ (ڈھائی فیصد) ادا کیا جائے مگر اس میں مال کا نامی ہونا اور مال پر سال کا گذر جانا ضروری ہے۔ ختم سال سے پہلے زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ رمضان المبارک میں زکوٰۃ ادا کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ طالبانِ علمِ دین زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں اس میں دوہرا ثواب ہے۔ فرض کی ادائیگی کا اور اشاعتِ علمِ دین کا۔

رویتِ ہلال

اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور عید کے چاند میں بہت سے لوگوں کا دیکھنا معتبر ہوگا۔ ایک یا دو کے قول کی سند نہیں اگر مطلع صاف نہیں تو رمضان کے چاند میں ایک مسلمان کا خبر دینا کافی ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ فاسق نہ ہو۔ چاند کے ثابت ہونے میں جنتری کا اعتبار نہیں ہے۔ ریڈیو پر چاند کی اطلاع کے معتبر ہونے نہ ہونے کی شرائط مستند علماء سے سمجھ لی جائیں۔ اور عید کے لئے دو مرد ہوں یا ایک مرد دو عورتیں اور یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ چاند دیکھا ہے اور شرط یہی ہے کہ فاسق اور بدکار نہ ہوں۔

ترکیب نمازِ عید

پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھے اور دوسری و تیسری تکبیر میں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں اور چوتھی تکبیر میں پھر ہاتھ باندھ لئے جائیں۔ امام سورۂ فاتحہ و سورت پڑھے اور مقتدی خاموش رہیں۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ و سورت کے تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے رہیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کریں۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ بعد نماز امام خطبۂ ماثورہ پڑھے اور مقتدی خاموشی کے ساتھ سنیں۔ خطبہ کے بعد دعا ثابت نہیں ہے بلکہ نماز کے بعد ہی دعا سے فراغت کر لیں۔ نمازِ عیدالفطر سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے۔

قرآنِ پاک اور حدیثِ شریف کی روشنی میں

زمین و آسمان کی تخلیق اور چاند و سورج کی تسخیر

خدا تعالیٰ نے انسان کی خاطر عالم ارضی کو پیدا کیا تاکہ وہ اس سے فوائد حاصل کرے نباتات، جمادات اور حیوانات بنائے۔ بعض کا استعمال تو تمہارے لیے براہِ راست فائدہ رساں ہے اور بعض کا استعمال بالواسطہ نفع بخش ہے بلکہ زمین کو ایک مجموعی حیثیت سے پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان بنائے۔ فوراً سات آسمان ٹھیک ٹھیک بغیر کسی خرابی کے پیدا کیے۔ آسمان اور زمین کے تاثرات سے تمہارے لیے مفید چیزیں پیدا کیں۔ سمندروں میں مدّ و جزر ہو۔ پھلوں میں پختگی پیدا ہو۔ بخارات اور دھوئیں سے بارش، بجلی، کڑک، گرج برف اور اولے پیدا ہوں۔ ہر چیز کو خداوند قدوس نے علم و حکمت پیدا کیا۔ انسان کی جسمانی اور روحانی پرورش کے لیے یہ تمام کائنات عالم پیدا کی۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ انسان ایسے مربّی کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرے۔

سورج اور چاند ایک معیّن نظام پر چل رہے ہیں۔ کبھی تھکتے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ یہ سب چیزیں اس معنی سے تمہارے قبضہ میں نہیں ہیں کہ تم جب چاہو اور جدھر چاہو اُن کی قدرتی حرکت اور تاثیر کو پھیر دو۔ تاہم تم بہت سے تصرّفات و تدابیر کرکے ان کے اثرات سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو اور انسانی تصرف و تدبیر سے قطع نظر کرکے بھی وہ قدرتی طور پر ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ تم سوتے ہو وہ تمہارا کام کرتے ہیں۔ تم چین سے بیٹھے ہو وہ تمہارے لیے سرگرداں ہیں۔

چاند، سورج ایک مقررہ نظام کے تحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں، رات دن کی آمد و شد، اور شمس و قمر کے طلوع و غروب کے ساتھ انسان کے بے شمار فوائد وابستہ ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے بغیر انسان کی زندگی محال ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اقتدارِ کامل سے چاند، سورج، اور کُل ستاروں کو ادنیٰ مزدوروں کی طرح ہمارے کام میں لگا رکھا ہے۔ مجال نہیں کہ ذرا سستی یا سرتابی کرسکیں اپنے حکم اور قدرت سے اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ پ سورۃ بقرہ

ترجمہ: اللہ وہ ہے کہ جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو اُن کو سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز بنانا جانتا ہے۔

مطلب: اے انسان! تم اس خدا سے کیونکر روگردانی کرتے ہو جس نے تم کو نیست سے ہست کر دیا اور پھر پیدا کرکے پریشان اور بے سر و سامان نہیں چھوڑا بلکہ تمہارے فائدہ کے لیے زمین کی ہر چیز کو پیدا کیا۔

؎ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند

پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی۔ تو اس کے طبقے بنا دیے۔ کیونکہ زمین کی چیزوں کا سرانجام پانا آسمانی اور علویات کی تاثیر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اگر آفتاب نہ ہوتا یا مہتاب اور ستارے نہ ہوتے تو پھل پھول ہزاروں چیزیں نہ ہوتیں۔ الغرض زمین کی چیزوں کو آسمانوں اور آسمانی چیزوں کو زمین سے ایک عجیب ربط ہے، اس لیے یہ کہنا بجا ہے کہ جو کچھ رزق و روزی ہے وہ آسمان سے اترتی ہے۔

لفظ سما کی تحقیق

لغت میں لفظ سماء کا چند معنی پر اطلاق ہوا ہے۔ سماء بادل کو بھی کہتے ہیں۔ اس نیلی چھت کو بھی جو ایک گول گنبد سا نظر آتا ہے۔ قرآن پاک میں جابجا ذکر ہے کہ ہم نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ ہم آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی ہے اور اُن میں کوئی درز بھی نہیں ہے۔ ہم نے سات آسمانوں کو اوپر تلے بنایا ہے۔

یونانیوں کا ایک حکیم فیثاغورس کہتا ہے آسمانوں کا وجود ہی نہیں، یہ ستارے بذات خود قائم ہیں، کسی چیز میں جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ستارے اور ثوابت متحرک نہیں صرف زمین حرکت کرتی ہے۔ حکیم بطلیموس کہتے ہیں کہ زمین گول کروی ہے۔ تخمیناً چوتھائی حصہ ناہمواری کی وجہ سے اونچا اُٹھا ہوا ہے جس کو سمندر کہتے ہیں۔ پانی کے اردگرد کرّہ ہوا لپٹا ہوا ہے۔ اس کے اوپر آگ کوسوں تک ہر طرف سے لپٹی ہوئی ہے۔ یہ چار کرّے عناصر کے ہوئے۔ اب یہ جس قدر زمین پانی سے اوپر اٹھی ہوئی ہے اس پر سب لوگ بستے ہیں، اِن چاروں کرّوں کے چاروں طرف پہلا آسمان ہے جسے فلک القمر بھی کہتے ہیں۔ یعنی اس آسمان میں چاند ہے کہ نیلے جسم پر ایک سفید گول نشان ہو جاتا ہے اس کے اوپر فلک العطارد ہے۔ اس کے اوپر فلکِ زہرہ، اس کے اوپر فلک الشمس یعنی چوتھا آسمان جہاں آفتاب ہے۔ اس کے اوپر فلک مریخ کہ جہاں مریخ ستارہ ہے۔ اس کے اوپر فلک مشتری کہ جہاں مشتری ستارہ ہے اس کے اوپر فلک زحل جہاں زحل ستارہ ہے۔ اس کے اوپر فلکُ الثوابت جہاں سینکڑوں اَن گنت ستارے ہیں جو خود حرکت کرتے معلوم نہیں ہوتے یعنی ایک جگہ ہمیشہ ثابت رہتے ہیں۔ چونکہ نیچے کے آسمان بلکہ کل آسمان نہایت شفاف اور صاف ہوتے ہیں اس لیے اوپر کے ستارے سب نظر آتے ہیں۔ اس کے اوپر فلک الافلاک کہ جس کو فلکِ اطلس کہتے ہیں یعنی سادہ، اس پر کوئی تارا نہیں، وہ دن رات میں مشرق سے مغرب کی طرف چرخہ کی طرح پھر کر دورہ تمام کرتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے سب آسمان اور تارے دورہ تمام کرتے ہیں جس سے رات اور دن پیدا ہوتے ہیں۔

یعنی جہاں آفتاب سامنے آگیا دن ہو گیا۔ اور جہاں سامنے سے بالکل ہٹ گیا رات ہو گئی اور تمام ستارے ازخود بھی ایک حرکت مغرب سے مشرق کی طرف کر کے دورہ تمام کرتے ہیں۔ چاند تو مہینہ بھر میں اس دورہ کو تمام کر لیتا ہے۔ در اصل گھٹتا بڑھتا نہیں بلکہ جس قدر وہ آفتاب کے مقابلہ میں آتا ہے، اسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے اتنا ہی ہم کو دکھائی دیتا ہے ورنہ وہ گول بڑا بھاری جسم رکھتا ہے، زمین سے کہیں زائد ہے اور آفتاب اپنے دورہ کو منطقہ البروج پر ایک سال میں پورا کرتا ہے اسی لیے مختلف موسم سردی اور گرمی پیدا ہوتے ہیں۔

آسمان کا جسم

الہامی کتابوں بالخصوص قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آسمان کوئی مجسم چیز ہے جو قیامت کو پھٹ جائے گا۔

اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ۔ جب آسمان پھٹ جائے گا۔ (تفسیر حقانی)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝

(پ۲۴، سورۂ حٰم سجدہ آیت ۹-۱۰)

ترجمہ:- تو کہہ کیا تم اس ذات سے منکر ہو جس نے زمین دو دن میں بنائی اور تم اس کے ساتھ اوروں کو برابر کرتے ہو، یہ ہے جہان کا رب۔ اور اس میں اوپر سے پہاڑ رکھے اور اس کے اندر برکت رکھی اور اس میں اس کی خوراکیں ٹھہرائیں، اس طرح چار دن ہوئے پوچھنے والوں کا سوال پورا ہوا۔

تفسیر:- کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالہ کا انکار کرتے ہو اور دوسری چیزوں کو اس کے برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرہ کا اختیار نہیں رکھتیں اور زمین کے اندر برکت رکھی، قسم قسم کی کانیں، درخت میوے، پھل، غلے اور حیوانات سب زمین سے نکلتے ہیں۔ زمین پر بسنے والوں کے لیے خوراکیں ٹھہرائیں۔ ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے موافق خوراکیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ یہ سب کام چار دن میں ہوا۔ دو روز میں زمین پیدا کی اور دو روز اس کے متعلق تمام چیزوں کا بندوبست کیا۔

دن سے مراد یا تو عام دن مراد ہے یا ایک دن ہزار سال کا۔ اس طرح چار ہزار دن۔ دو دن میں زمین اور پھر دو دن میں زمین کی خوراکیں۔ اس طرح زمین کی ساخت پر چار دن لگے اور دو دن میں آسمان بنایا گیا۔ اس طرح زمین و آسمان چھ دن میں بنائے۔

بعض احادیث میں کائنات کے متعلق دنوں کی تعین کی گئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے فلاں روز پیدا کی۔ یہ صحیح حدیث نہیں ہے۔

سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے۔ دوسری سورہ (نازعات) میں ہے کہ زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں جو حکم جس آسمان کے لیے مناسب تھا دے دیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یہ رب ہی کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور ان کا کیا اسلوب (رنگ ڈھنگ) ہے، زمین میں ہزار ہا کارخانے ہیں تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔ دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ سب ستارے جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پررونق معلوم ہوتا ہے پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں ہے۔ فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ سب سے بڑی زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔"

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

(پ۲۴) (سورۂ حٰم سجدہ آیت ۱۱-۱۲)

ترجمہ:- پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں ہو رہا تھا۔ پھر اس کو اور زمین کو کہا کہ چلے آؤ تم دونوں خوشی سے یا مجبوری سے، وہ بولے ہم خوشی سے آئے۔ پھر سات آسمان دو دن میں اتارا اور ہم نے سب سے نچلے آسمان کو چراغوں سے بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کا حکم رونق دی اور محفوظ کر دیا۔ یہ اندازہ لگایا ہوا ہے اس زبردست علم والے کا۔

یعنی ارادہ کیا کہ آسمان اور زمین کے ملاپ سے دنیا بسائے۔ بہرحال دونو کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا وہ دونوں اپنی طبیعت سے آملے۔ آسمان سے سورج کی شعاع آئی۔ گرمی پڑی۔ ہوائیں اٹھیں۔ ان سے گرد بھاپ اوپر چڑھی۔ پھر پانی ہو کر مینہ برسا۔ جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ چار دن میں یہ کام ہوا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

(پ۱۳) سورۂ رعد آیت ۲)

ترجمہ:- اللہ وہ ہے جس نے اونچے آسمان بغیر ستون کے بنائے۔ تم دیکھتے ہی ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور سورج و چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک وقت مقررہ پر چلتا ہے۔

اس دنیا کی ایسی عظیم الشان بلند و مضبوط چھت خدا نے بنائی جسے تم دیکھتے ہو اور لطف یہ ہے کہ کوئی کھمبا دکھائی نہیں دیتا۔ آسمان و زمین دفعۃً بنا کر کھڑے نہیں کیے گئے بلکہ چھ دن میں بنائے گئے۔ شائد اول ان کا مادہ پیدا کیا گیا ہو پھر مختلف درجوں اور مختلف شکلوں میں منتقل کرتے رہے ہوں۔ انسان، حیوانات اور نباتات کی تولید و تخلیق کا سلسلہ تدریجی طور پر جاری ہے۔ یہ اس کی شان کُنْ فَیَکُوْنُ کے منافی نہیں ہے۔ استویٰ کا لفظ تخت حکومت پر قابض ہونے پر ظاہر کرتا ہے اس کا کوئی حصہ اقتدار سے باہر نہیں ہے۔ (باقی آئندہ)

اسلام کے اقتصادی مسائل

تحریر: شکور طاہر، ایم۔ اے۔

(قسط نمبر ۱)

باری تعالےٰ مومن کی تعریف کرتے ہوتے فرماتے ہیں:-

وَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذّاریات: ۱۹)

ترجمہ: اور ان کے مال میں حصّہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا (شیخ الہندؒ)

اس حق میں کون کون حصّہ دار ہیں، اس کی وضاحت ان آیات میں فرماتے ہیں:-

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال ۴۱)

ترجمہ: اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے، سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصّہ اور رسولؐ کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔ (شیخ الہندؒ)

تشریح: آغازِ سورت میں فرمایا تھا قل الانفال للہ والرسول، یہاں اس کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے کہ جو مالِ غنیمت کافروں سے لڑ کے ہاتھ آئے اس میں پانچواں خدا کی نیاز ہے جسے خدا کی نیابت کے طور پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول کرکے پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں۔

۱۔ اپنی ذات پر۔

۲۔ اپنے قرابت داروں (بنی ہاشم و بنی المطلب) پر جنہوں نے قدیم سے خدا کے کام میں آپ کی نصرت و امداد کی اور اسلام کی خاطر یا محض قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دیا اور زکوٰۃ وغیرہ سے لینا ان کے لئے حرام ہوا۔

۳۔ یتیموں پر۔

۴۔ حاجت مند مسلمانوں پر۔

۵۔ مسافروں پر۔

پھر غنیمت میں جو چار حصّے باقی رہے وہ لشکر پر تقسیم کئے جائیں، سوار کو دو حصّے اور پیدل کو ایک۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد خمس کے پانچ مصارف میں سے "حنفیہ" کے نزدیک صرف تین اخیر کے باقی رہ گئے۔ کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحلت کے بعد آپؐ کی ذات کا خرچ نہیں رہا اور نہ اہلِ قرابت کا وہ حصّہ رہا جو ان کو حضورؐ کی نصرتِ قدیمہ کی بناء پر ملتا تھا البتہ مساکین اور حاجتمندوں کا جو حصّہ ہے اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قرابت دار، مساکین اور اہلِ حاجت کو متقدم رکھا جانا چاہیئے۔ بعض علماء کے نزدیک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد امیرالمومنین کو اپنے مصارف کے لئے خمس الخمس ملنا چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

بعض روایات میں ہے کہ جب غنیمت میں سے خمس (اللہ کے نام کا پانچواں حصّہ) نکالا جاتا تھا تو نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اول اس کا کچھ حصّہ (کعبہ) بیت اللہ کے لئے نکالتے تھے بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جہاں سے کعبہ بعید ہے وہاں مساجد کے لئے نکالنا چاہیئے۔

(حاشیہ: شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

(التوبہ: ۶۰)

ترجمہ: زکوٰۃ جو ہے، سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کے دل پرچانا منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستے میں اور راہ کے مسافر کو، ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (حضرت شیخ الہندؒ)

تشریح: چونکہ تقسیم صدقات کے معاملہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر طعن کیا گیا تھا۔ اس لئے متنبّہ فرماتے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس نے صدقات وغیرہ کے مصارف متعیّن فرما کر فہرست نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں دے دی ہے آپؐ اسی کے موافق تقسیم کرتے ہیں اور کریں گے۔ کسی کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ "خدا نے صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذاتِ خود اس کے مصارف متعیّن کر دئے جو آٹھ ہیں۔

۱۔ فقراء (جن کے پاس کچھ نہ ہو)

۲۔ مساکین (جن کو بقدر حاجت میسّر نہ ہو)

۳۔ عاملین (جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیلِ صدقات وغیرہ کے کاموں پر مامور ہوں)

۴۔ مؤلفۃ القلوب (جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں۔ وغیر ذالک من الانواع۔ اکثر علماء کے نزدیک حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد یہ مَد نہیں رہی)

۵۔ رقاب (یعنی غلاموں کا بدل کتابت ادا کرکے آزادی دلائی جائے یا خرید کر آزاد کئے جائیں یا اسیروں کا فدیہ دے کر رہا کرائے جائیں)

۶۔ غارمین (جن پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہوتے یا کسی کی ضمانت وغیرہ کے بار میں دب گئے)

۷۔ سبیل اللہ (جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کی جائے۔

۸۔ ابن السبیل (مسافر جو حالتِ سفر میں مالکِ نصاب نہ ہو گو مکان پر دولت رکھتا ہو)

حنفیہ کے یہاں تملیک ہر صورت میں ضروری ہے اور فقر شرط ہے۔

(حاشیہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

(باقی آئندہ)

منشور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان قسط ۴

اسلام میں تجارت، صنعتیں، ملازمتیں مزدور، اوقاتِ کار وغیرہ

احمد حسین کمال

تجارت

۱۔ تجارت میں اجارہ داری اور سٹہ بازی کو بالکل ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔

۲۔ قرآنی حکم
احل اللہ البیع و حرّم الربٰو۔
اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے۔
کے تحت تجارت کو سود کی ہر قسم سے پاک کر دیا جائے گا۔

۳۔ چھوٹے تاجروں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

۴۔ ملک بھر میں اشیاء کی قیمتیں غریب عوام کی قوتِ خرید کے مطابق مقرر کی جائیں گی۔

۵۔ ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری کی قطعاً اجازت نہیں ہوگی۔ اس کے مرتکبین کو قومی غدار قرار دے کر سخت ترین سزا دی جائے گی۔

۶۔ تجارت میں زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کے رجحان کو ختم کر کے کم سے کم نفع کا اصول رائج کیا جائے گا۔

۷۔ درآمدی اور برآمدی تجارت پر کسی کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دی جائے گی۔

۸۔ ملکی مصنوعات و فاضل پیداوار کی برآمدی تجارت کو وسیع تر بنایا جائے گا۔

۹۔ درآمدی تجارت کو نہایت ضروری اور بنیادی اشیاء تک محدود کر دیا جائے گا۔

۱۰۔ تجارت سے ہر قسم کی بدعنوانیوں کا خاتمہ کیا جائے گا۔

سرمایہ اور زرِ مبادلہ

۱۔ پاکستان کے کسی حصہ سے بھی سرمایہ بیرون پاکستان منتقل نہیں ہونے دیا جائیگا۔ اور ایسا کرنے والے کو سخت ترین سزا کا مستوجب قرار دیا جائے گا۔

۲۔ مشرقی پاکستان سے سرمایہ کی منتقلی کو سختی کے ساتھ روکا جائے گا۔

۳۔ مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان کے برابر لانے تک مشرقی پاکستان کا زرِ مبادلہ صرف مشرقی پاکستان میں ہی صرف کیا جاتا رہے گا۔

۴۔ زرِ مبادلہ کا غیر قانونی کاروبار قطعاً ممنوع ہوگا۔

صنعتیں

۱۔ بنیادی اور کلیدی صنعتیں جن کا براہ راست تعلق ملک کے تمام عوام یا اکثریتی عوام کے مفاد سے ہے یا ملک کے دفاعی و عمومی نظام سے ہے، جیسے اسلحہ سازی کی صنعت، فولاد کی صنعت، پٹرول کی صنعت، معدنیات کی صنعت، طیارہ سازی وغیرہ وغیرہ ان کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا۔

۲۔ مشترکہ سرمایہ سے چلنے والی بڑی صنعتوں میں بونس کے عوض مزدوروں کا بھی حصہ رکھا جائے گا۔

۳۔ ان صنعتوں کے انتظام اور بورڈ آف ڈائرکٹران میں پچاس فیصد مزدوروں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔

۴۔ گھریلو اور چھوٹی چھوٹی صنعتوں کی انفرادی ملکیت و حیثیت برقرار رکھی جائیگی اور ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہے گی۔

مزدور

۱۔ مزدوروں کو حسب لیاقت و کارگذاری پوری پوری اُجرت دی جائے گی۔

۲۔ بحالاتِ موجودہ کسی مزدور کی ماہانہ تنخواہ تین سو روپیہ سے کم نہیں ہوگی۔

۳۔ مزدوروں اور ملازموں کے لئے
(الف) بہتر سکونتی مکانات کا انتظام کیا جائے گا۔
(ب) ان کے بچوں کی تعلیم کا مفت انتظام کیا جائے گا۔
(ج) ان کے اور ان کے متعلقین کے علاج معالجہ کے لئے شفا خانوں کا بہتر اور مفت انتظام کیا جائے گا۔

۵۔ مزدوروں اور ملازموں کی تنخواہوں کا غیر معمولی فرق و تفاوت مٹا کر فوری طور پر ایک اور دس کی نسبت قائم کر دی جائے گی۔ اور پھر بتدریج جلد ہی یہ تفاوت ایک اور پانچ کی نسبت تک لے آیا جائیگا۔

کارخانے

۱۔ ہر باشندۂ ملک کو صنعت و حرفت کا پیشہ اختیار کرنے کا حق ہوگا۔ اور کارخانہ بھی قائم کر سکے گا، لیکن

۲۔ جو کارخانے ناجائز سیاسی رشوتوں، بیرونی قرضہ جات سے حاصل شدہ رقوم اور ناجائز ذرائع سے کام لے کر قائم کئے گئے ہیں انہیں بلا معاوضہ قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا۔

۳۔ آئندہ خصوصی مراعات و مواقع کے ذریعہ انفرادی کارخانے بنانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۴۔ حتی الامکان بڑے کارخانے، عوامی حصص کی شرکت پر قائم کئے جائیں گے۔ جن کے منافع میں کارخانے کے مزدور و ملازمین کو بھی بقدر حصہ شامل کیا جائے گا۔

ملازمتیں

۱۔ تمام سرکاری ملازمین کے حقوق یکساں ہوں گے۔

۲۔ تنخواہوں میں تفاوت کم کر کے فوراً ایک اور دس کی نسبت قائم کر دی جائے گی اور جلد ہی یہ نسبت ایک اور پانچ کے برابر کر دی جائے گی۔

۳۔ کم درجوں کے ملازمین کی رہائش، وسائل سفر، علاج، بچوں کی تعلیم وغیرہ کا انتظام سرکاری طور پر اور مفت کیا جائیگا۔

۴۔ ملازمین کو عام اور ضروری رخصتوں، بیماری کے دوران چھٹیوں، معذوری اور بڑھاپے کی پنشن اور حادثات کے معاوضہ کی مکمل سہولتیں دی جائیں گی۔ ملازمت کے دوران فوت ہو جانے کی صورت میں پسماندگان کے گذارہ کا معقول انتظام کیا جائے گا۔

اوقاتِ کار

۱۔ ملازموں اور مزدوروں کے اوقاتِ کار کم سے کم رکھے جائیں گے۔

۲۔ اوقاتِ کار کی مدت ۸ گھنٹے سے زیادہ ہرگز نہیں ہوگی۔

۳۔ خطرناک کاموں کے اوقاتِ کار بہت کم کر دئے جائیں گے۔

۴۔ ان اوقات میں نمازوں کے لئے وقفہ اور آرام و ناشتہ و کھانے کا وقفہ بھی*

* دیا جائے گا ۵۔ اوور ٹائم جبری نہیں لیا جائے گا ۶۔ اوور ٹائم کا معاوضہ کم سے کم دو گنا ہو گا (باقی آئندہ)

درسِ قرآن

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

(۶)

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! گذشتہ درس میں سورتِ رعد کی پہلی آیت کے متعلق کچھ تشریح پیش کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ عزّاسمہٗ نے فرمایا تھا کہ سورتِ رعد میں جو کچھ بھی بیان ہو رہا ہے اس میں کائنات کے ارضی، سماوی اور آفاقی دلائل ہیں، ان کو تم ویسے ہی ایک قصہ کہانی مت سمجھو۔ یہ مت سمجھو کہ ہماری معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے، یہ مت سمجھو کہ ہمیں نامعلوم باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ بس اتنا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ یہ ساری کی ساری میرے بزرگو! حظِ نفس کی باتیں ہوتی ہیں۔ مسلمان کا مطمحِ نظر کائنات کی ہر چیز کو دیکھ کر، زمین و آسمان کے انقلابات کو دیکھ کر، دلائل کو سن کر مسلمان کا مطمحِ نظر کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اور ایمان میں انقیاد، ایمان میں انشراح، ایمان میں قوت کا پیدا ہونا۔ مسلمان اور غیر مسلمان کی تحقیقات میں یہی فرق ہے۔ قرآن کریم آسمانی اور ارضی علوم سے نہیں روکتا، قرآن کریم نے تجدید سے، کائنات کے اندر صنعت سے، کاریگری سے، تخلیق سے، مسلمانوں کو روکا نہیں بلکہ علومِ کائنات کو مزید حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید نے تعلیم دی، اللہ نے حکم دیا، لیکن مسلم اور غیر مسلم میں ایک ہی بات کا فرق ہے۔ مسلمان جب اپنی کسی کاریگری کو، کسی صنعت کو، کسی محنت کو دیکھتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی کائنات کی عجیب عجیب رنگینیوں کو، اگر دیکھتا ہے تو مسلمان یہ کہہ دیتا ہے سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران ۱۹۱) اللہ! تو پاک ہے، ساری عظمتوں کا مالک تو ہی ہے، یہ ساری کائنات تیرے وجود پر گواہی دیتی ہے، تو اس لئے اے رب العالمین! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے جہنم کے عذاب سے بچا۔ لیکن غیر مسلم ان تحقیقات میں کھو کر سرے سے اللہ کے وجود ہی کا انکار کر بیٹھتا ہے۔ یہی فرق ہے مسلمان اور غیر مسلم کی تحقیق میں۔ مسلمان کا اپنی تمام تحقیقات کے باوجود، اپنے سارے علوم کے باوجود مطمحِ نظر کیا ہوگا؟ اللہ کی ذات پر ایمان اور غیر مسلم کا مطمحِ نظر کیا ہوگا؟ اللہ سے بغاوت، اللہ کی نافرمانی، بلکہ (نعوذ باللہ) اللہ کے وجود ہی کا انکار۔ آج کے دور میں آپ دیکھ لیں جسے کچھ تھوڑی سی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں، کسی دنیاوی تخلیق کا وہ تجزیہ کر لیتا ہے، یا کوئی تھوڑی سی بات بھی سمجھ لیتا ہے سائنس وغیرہ کی، تو اس کا سب سے پہلا حملہ مذہب پر ہوتا ہے، پھر دوسرا حملہ اس کا (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اللہ تعالےٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمارے ہاں بھی فلاسفر گذرے ہیں۔ ابن سینا جیسا شخص بھی تو فلسفی تھا۔ یہ دنیا کا بہت بڑا معلّم ہے ابن سینا۔ اس کو لوگ معلّمِ ثانی کہتے ہیں۔ معلّمِ اوّل ارسطو کو کہتے ہیں فلسفے اور منطق کے اعتبار سے، لیکن ابن سینا کی موت کا جب وقت آیا تو اس کے سینے پر بخاری شریف تھی، بخاری پڑھتے پڑھتے ابن سینا کا انتقال ہوا۔ یعنی مسلمان فلاسفہ، مسلمان مناطقہ اور مسلمان محقق اللہ تعالیٰ کی ساری کائنات کو دیکھ کر، ان کے دل میں اللہ تعالےٰ پر ایمان کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

تو اس سورت رعد کی ابتداء میں رب العالمین نے تین باتیں بیان فرمائیں پہلی چیز ہے دعوت اِلَی اللہ ——

اللہ تعالےٰ کے جتنے نبی خصوصاً آخری نبی اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو حضورؐ کی دعوت کیا ہے؟ اللہ کی طرف بلانا۔ سورتِ یوسف کے آخر میں اسی کا اعلان فرمایا۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ۔ اے میرے حبیبؐ! ان دنیا والوں سے کہہ دیجئے۔ میرا راستہ کون سا ہے؟ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میری دعوت، میرا طریق کار، میری محنت کا جو نتیجہ ہے، میرا جو مقصد اور منشا ہے وہ کیا ہے؟ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور یہ میرا تمہیں اللہ کی طرف بلانا ویسے ہی نہیں ہے۔ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف ۱۰۸) میں پوری بصیرت پر ہوں، میں پوری روشنی پر ہوں۔ اگر دنیا کے سارے انسان اس بات کا انکار کر دیں (نعوذ باللہ) کہ اللہ کی ذات نہیں ہے تو میں پورے یقین پر ہوں کہ اللہ یقیناً موجود ہے، اگر دنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہ مانے، میری بصیرت ہے، میں دیکھتا ہوں، میں سمجھتا ہوں، میں سوچتا ہوں، مجھے یقین ہے کہ رب العالمین کی ذاتِ بابرکات موجود ہے اور اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تو اس لئے پہلی چیز جو سورتِ رعد کے شروع میں فرمائی وہ دعوت ہے توحید کی، اللہ پر ایمان لانے کی دعوت۔

اور دوسری چیز، ابھی جو آئتیں آپ کے سامنے پڑھی گئی ہیں، اس دعوت کے لئے دلائل ہیں، مجھ جیسے آپ جیسے آدمیوں کے لئے کہ اگر تم سوچنا چاہو، اگر تم غور کرنا چاہو، اگر تم فکر کرنا چاہو، اگر تم دلیل ہی سے ماننا چاہو۔ ویسے مسلمان کا کام تو یہ ہے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ —— ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ جس ذاتِ بابرکات پر اعتقاد تمہیں حاصل ہو چکا ہے، اب وہ جو بات کہہ دے اس کو تم مان لو بلاکم و کاست کے، جب ہم نے یقین کر لیا، زبان سے کہہ دیا، اقرار کر دیا کہ ہم ایمان لاتے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، تو ہمارے ایمان کا اب تقاضا کیا ہونا چاہئے؟ جب ہم نے حضورؐ کو اللہ کا رسول مان لیا،

سامنے ہے اللہ تعالیٰ نے کس طرح کامیاب بنایا۔ میرے مقابلے میں بڑے بڑے مگر سب کو منہ کی کھانی پڑی

اب آخر میں ایک ضروری چیز عرض کر دوں کہ آپ کو قرآنی معارف تب زیادہ حاصل ہوں گے۔ جب اخلاص ہو گا اور لوگوں پر آپ کے اخلاص کا اثر پڑے گا۔ اگر اخلاص زیادہ ہو تو فوراً اثر لوگوں پر ہو گا۔ لیکن اگر اخلاص کی کمی ہو یا اخلاص نہ ہو تو پھر کچھ اثر بھی نہیں ہو گا۔ بلکہ قرآنی فہم بھی چھین لیا جائے گا اور اخلاص کی ضد طمع ہے اور آجکل یہ مرض عام ہے جب کسی مدرسہ یا مسجد میں علماء کو جگہ ملتی ہے تو پہلے تنخواہ کی بات طے کرتے ہیں کہ کتنی دو گے اگر ایک جگہ زیادہ اور دوسری جگہ کم ہو تو زیادہ روپوں کے لیے پہلی جگہ چلے جائیں گے حالانکہ جتنی دین کی تبلیغ دوسری جگہ ہو سکتی تھی یہاں نہیں ہو سکتی مگر اپنے نفع کی خاطر یہ کام کرتے ہیں۔

یاد رکھو جہاں بھی جاؤ نصب العین بنا لو۔ کہ دین کی تبلیغ قرآن کے درس پر کچھ بھی کسی سے نہیں لینا جیسا کہ تمام انبیاءؑ سے قرآن مجید میں کہلوایا گیا۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورہ الشعراء ۱۰۹)

ترجمہ: اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العلمین کے ذمے ہے۔

جب یہ نصب العین ہو گا تو عوام پر قرآن مجید اور آپ کی تبلیغ کا اثر ہو گا اور صلاحیت پیدا ہو گی کہ دین اسلام کی خدمت کر سکیں۔

پھر یہ شک گزرتا ہے کہ آخر دنیوی کفالت کہاں سے ہو گی تو اس کے متعلق بھی قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (طلاق ۲۲)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کی صورت نکال دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کفالت لے لی ہے تو اب آپ کو بالکل ایک طرف ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنی چاہیے پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو کیسے چمکاتا ہے۔

اب آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو قرآن مجید کی اشاعت کی توفیق دے۔

بقیہ: انسانیت کیا ہے؟

یہ مسلمان صاحب تحریر فرماتے ہیں

"اب وہ دن گئے جب ہم اپنی صفائی میں کہا کرتے تھے کہ مسلمان لوہے کی تلوار سے نہیں مساوات اور انسانی بھائی چارہ کی تلوار سے مسلمان کیے گئے اب تو ہم مسلمانوں سے کہیں گے کہ وہ ربّ العالمین کی جناب میں سجدہ ریز ہو کر شکر ادا کریں کہ اس نے ان پر بڑا رحم اور فضل کیا ہے اور اسلام جیسی نعمت انھیں عطا کر کے شرک کی دلدل سے نکالا ہے اگر وہ تلوار کے زور سے مسلمان بنائے گئے تو مسلمان اس تلوار کو بوسہ دیں گے جو اُن کے اسلام لانے کا باعث بنی، خدا اپنے ان بندوں پر رحمتوں کی بارش فرمائے جنھوں نے تلواروں سے ہمارا فاسد خون نکالا اور ہمیں ہزاروں کی غلامی سے نجات دلا کر ایک ذات واحد کا بندہ بنایا۔ اور توحید جیسا خزانہ ہمیں عطا کیا۔ اگر آج تلوار چلانے والے زندہ ہوتے تو ہم ان کے سامنے اپنی گردنیں احترام کے لیے جھکاتے، کیا مبارک وقت تھا، جب انھوں نے ہماری گردن پر تلوار رکھی اور کہا، یا تو انسانی مساوات اور انسانی عظمت کا اقرار کرو اور کروڑوں انسانوں کو پیروں میں روندنے سے باز آؤ یا پھر تلوار کا وار لینے کے لیے تیار ہو جاؤ! ہم نے انسانیت کی تذلیل پر انسانی عظمت کو ترجیح دی اور پامال ہونے والوں کو اپنا بھائی سمجھا اور انھیں اپنے سینے سے لگایا اگر ہم اسلام قبول نہ کرتے تو کنوئیں کے مینڈک کی طرح اس جغرافیہ میں سانس لے کر مر جاتے۔ اسلام کی برکت سے ہم آفاق کے مالک بنے اور بین الاقوامیت میں ہمیں اپنا رول ادا کرنے کا موقع ملا۔ یہ تلوار ہی کی برکت ہے کہ ہم کائنات کے ذرہ ذرہ کے آقا بنے اور اپنا آقا اُسے بنایا جو رب العالمین اور رب السموات والارض ہے۔ دریا، زمین، پہاڑ، سورج چاند، سمندر، دیکھی اَن دیکھی تمام اشیاء کے ہم آقا بنے۔ کائنات میں ہمارے سر پر سرداری کا تاج رکھا گیا اور ایک آقا کو مان کر ہم ساری کائنات کے آقا بن گئے، اگر ہمارے سروں پر تلوار نہ رکھی جاتی تو ہمیں پتھر اور درختوں، دریاؤں، سورج، چاند سب کے سامنے اپنا سر جھکانا پڑتا۔ اس تلوار پر ہم ہزار بار قربان جس نے ہمیں ارتقاء کا راستہ بتایا۔ ہمیں وہ اعلیٰ تمدن، وہ اعلیٰ تہذیب، اور اعلیٰ فکر عطا کیا جو انسانی شرف و مجد کی انتہا ہے؟ اب حد ہو گئی ہے یہ سنتے سنتے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنایا گیا۔ اب ہمیں اس الزام کو دھونے کی نہیں اسے قبول کرنے اور اس پر فخر کرنے کی ضرورت ہے اگر ہو سکے تو مسلمان کبھی کبھی اس تلوار کی یاد میں جشن مسرت بھی منا لیا کریں۔ اس پر اجتماعی خوشی کا مظاہرہ نامناسب نہ ہو گا کہ ہم کو تلوار کے ساتھ آقا اور سردار بنایا گیا۔ آج ہمارے اندر فاسد خون کا ایک قطرہ نہیں ہے۔ تلوار نے فاسد خون نکال کر اس کی جگہ صالح، پاک اور بہتر خون رگ رگ میں دوڑایا ہے۔ لاؤ وہ تلوار کہاں ہے جس پر ہم اپنا سب کچھ نچھاور کریں!!!

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ر ستمبر ۱۹۶۸ء)

جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ ساہیوال ضلع

مغربی پاکستان کے معروف دینی ادارہ، عربی مدرسہ، اسلامی درسگاہ اور تعلیمی تربیت گاہ **جامعہ رشیدیہ** ساہیوال سے متعلق اکابر مشائخ ربّانی و علمائے حقانی کے ارشادات اور معائنہ کنندگان واردین و صادرین کے تاثرات :

حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہٗ جالندہری کی تعلیمی رائے گرامی : "بندہ برائے امتحانات سالانہ طلبہ مدرسہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال ۱۲ شعبان ۱۳۸۸ھ حاضر ہوا۔ تقریباً ستر کتب (مختلف علوم و فنون کی) زیر امتحان تھیں۔ ابتدائی درجات اور مشکوٰۃ، جلالین وغیرہ کا امتحان میں نے خود لیا ۔ ۔ ۔ ۔ ابتدائی درجہ، جو بنیادی اور اساسی حیثیت کا درجہ رکھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ امتحان میں توقع سے زیادہ کامیاب ہوا۔ باوجودیکہ جماعت بہت بڑی تھی۔ ایسا امتحان دیا کہ سُن کر دل باغ باغ ہوا اور دل سے دعائیں نکلیں۔ حق تعالیٰ ان طلبہ کو علم و عمل سے بہرہ ور کرے۔ بڑی کتابوں میں بھی اوسط و اعلیٰ نمبر حاصل کئے۔ تعداد طلبہ درجات کتب و قرآن (۳۰۵) حصہ مڈل سکول (۶۵۰) شاخ مدرسہ کوٹ خادم علی روڈ (۱۲۵) کل تعداد طلبہ (۱۰۸۰) ـــ موجودہ حاضر عربی، فارسی، اردو کے اساتذہ (۳۲) باقی ملازمین ان کے علاوہ ہیں۔ بیرونی طلبہ جن کا کھانا، لباس، کتب اور باقی ضروریات جامعہ رشیدیہ کے ذمہ ہیں، وہ اڑھائی سو سے زائد طلباء ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ کثیر عملہ کا بار اور ضروریات کا پورا کرنا کارے دارد۔ اہلِ علاقہ کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے اور حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ دین کا اتنا بڑا ادارہ کتنا خرچ چاہتا ہے لہٰذا خیرات، زکوٰۃ، عشر وغیرہ سے اس کی امداد کر کے آخرت کا بے شمار ثواب حاصل کریں۔

جدید مدرسہ، نئی جگہ کثیر تعداد کمرے، مکان اور مسجد اس سرعت اور تیزی سے تعمیر کئے کہ عقول حیران ہیں۔ یہ سب فاضل جالندہری مہتمم جامعہ رشیدیہ کی دانش اور ہمّت کا نتیجہ ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ کسی آدمی کو توکّل کا مقام نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام اس پر متوجہ ہوتا ہے ـــ میں نے جامعہ رشیدیہ کے در و دیوار سے محسوس کیا ہے کہ مولانا حبیب اللہ صاحب کی صرف ہمت کا یہ کام نہیں ہے بلکہ ان کے اکابر استاذ العلماء مخدومی حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا فضل احمد صاحبؒ اور ۔ ۔ ۔ صاحبِ طریقت حضرت حافظ محمد صالح صاحب قدس اللہ اسرارہم رائے پوری کے زہد و تقویٰ اور قناعت و توکل کا اثر ہے۔

مؤرخ اسلام علّامہ سیّد سلیمان ندویؒ کے تاثرات : ۱۳ ۵/۲ کو مجھے جامعہ رشیدیہ مانٹ گمری کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے اس کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی اور مجھے اس مقام میں بڑی سکینت معلوم ہوئی۔ اور اس کے تاثرات و برکات کا احساس ہوا ۔ ۔ دعا ۔ ۔ ۔ ۔

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کے ایک طویل مکتوب کا خلاصہ : استاذ العلماء حضرت مفتی فقیر اللہ صاحبؒ (بانی جامعہ رشیدیہ) نے اپنی عمر عزیز علوم دینیہ کے لئے صرف فرمائی۔ آج خطۂ پنجاب میں حضرت ممدوح کی مخلصانہ خدمات کا نتیجہ اور صدقۂ جاریہ مدرسہ اسلامیہ جامعہ رشیدیہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ علمائے ربانیین کے اس گلدستہ کو تادیر سلامت رکھے اور مسلمانوں کو اس شجرۂ طیبہ کی ہر ممکن طریقہ سے آبیاری کی توفیق عطا فرمائے۔

قاسم العلوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے کلمات طیبات : "میں نے جامعہ رشیدیہ کا معائنہ کیا اور اس کے ہال کا سنگ بنیاد بھی رکھا، مکانوں اور مکینوں میں دین و دیانت، علم و فضل کے رچے ہوئے آثار دیکھ کر روح کو قوت اور ایمان کی تازگی ملی۔ جامعہ کا کام متدیّن ہاتھوں میں ہے جو ہر طرح قابلِ اطمینان ہے۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد جامعہ رشیدیہ کی مقبولیت کی واضح دلیل ہے" ـــــــــ **مفتیٔ اعظم حضرۃ مولانا محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی نے معائنہ فرماتے ہوئے لکھا :** "میں زمانہ قدیم سے اس مدرسہ اور اس کے بانیان سے واقف ہوں۔ یہ مدرسہ اپنے دورِ قدیم میں بھی مدارس عربیہ میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ اور آج اس کا موجودہ کام دیکھ کر اور حضرات منتظمین سے گفتگو کر کے مسرت ہوئی۔ بحمد اللہ اس کا قدم ترقی کی طرف ہے" ـــــــــ **خطیبِ پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی کا ارشادِ گرامی :** "منٹگمری کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ رشیدیہ میں قیام و معائنہ کا اتفاق ہوا بحمد اللہ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد، عمارات کی توسیع، اساتذہ کی جد و جہد بالخصوص مولانا حبیب اللہ صاحب مہتمم کی مساعی جمیلہ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ـــــ"

از مفکرِ اسلام حضرت علامہ مفتی محمود صاحب (سابق ایم این اے) **ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان :** "آج جامعہ کے تمام شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ الحمد للہ، جامعہ کا نظم و نسق اور حسن کارکردگی بلا شبہ مستحق تحسین ہے۔ علاوہ ازیں حسابات کے رجسٹر دیکھے۔ ماشاء اللہ حساب اتنا صاف جس سے ہر دیکھنے والا متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ طلبہ کی کثرت، تعلیم اور حسن تربیت، اساتذہ کا اخلاص اور علمی جدّ و جہد، جناب فاضل رشیدی کا حسنِ انتظام بحمد اللہ سب امور جامعہ کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔ اس دور میں اس قسم کی دینی درسگاہیں دین کے مضبوط قلعے ہیں۔ وفاق المدارس کو ایسی درسگاہوں پر بجا طور پر فخر ہے"۔

دنیائے اسلام کی دینی و عربی یونیورسٹی **دارالعلوم دیوبند کے ترجمان نے لکھا تھا :** "جامعہ رشیدیہ" فاضل حبیب اللہ جالندہری اس کے ناظم ہیں۔ ضلع منٹگمری میں دیوبند طرز کی یہ واحد درسگاہ ہے۔ اسکے اساتذہ علم و عمل میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور فاضل حبیب اللہ سلیقہ شعار ۔ ۔ ۔ ۔ " ـــ ملک کا مشہور دینی مجلّہ "خدام الدین" لاہور رقمطراز ہے "ڈاکٹر صاحب انتشار پرداز ہیں : "جامعہ رشیدیہ ملک کے معروف دینی اداروں میں سے ایک علمی اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے باعث برصغیر پاک و ہند میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اب تک اس ادارہ کو اپنی حق گوئی اور مومنانہ جسارتوں کی پاداش میں کئی مرتبہ آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑا ہے اور الحمد للہ واقعات و حالات اور اس ادارہ کا ماضی گواہ ہیں کہ اس کے کارپردازوں کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ جامعہ رشیدیہ اہلِ حق کی چھاؤنی ہے گذشتہ تحریک ختم نبوۃ کے دوران اس ادارہ کو زبردست چرکہ لگا تھا اور اسے کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اور اب اسے مزید ایک آزمائش سے دوچار کر دیا گیا ہے۔

"**آڈٹ رپورٹ" ایم حسین چوہدری اینڈ کمپنی** لاہور رجسٹرڈ اکاؤنٹس آڈیٹرز ! : "جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے حسابات چیک کئے گئے اور جامعہ کی کتب کے مطابق درست پائے گئے۔ ہماری بہترین اطلاع اور توضیح کے مطابق اور جامعہ کی کتب رجسٹرات کے موافق آمد و خرچ کی پڑتال کی گئی اور حساب کتاب درست پایا گیا۔

"واردین و صادرین مرحومین میں **شیخ العلماء حضرت مولانا عبد القادر صاحبؒ رائے پوری**، حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحبؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری (کراچی) حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی (خانپور)۔ مشرقی پاکستان سے حضرت مولانا منیر احمد صاحب نواکھالی، حضرت مولانا شمس الدین قاسمی (ڈھاکہ) حضرت مولانا محمد اشرف علی سلہٹی، حضرت مولانا نور الحق کراچی ۔ ۔ ۔ اور مشرقی وسطیٰ عرب ممالک سے ! (۱) مفتی شام سید محمد بدر الدین الحسنی (۲) شیخ محمود الرواس نجار حموی (۳) شیخ محمد الورع الموقر حموی (۴) الشیخ محمد سعید (طالب الشریعہ) حلبی (۵) الشیخ محمد التیسیر حمص الخالدہ" نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرماتے ہوئے (تبلیغی جماعت کے اجتماع پر) جامعہ کے معائنے کئے اور سنہری ادعیہ، قیمتی مشوروں سے مستفیض فرمایا۔ عربی حضرات کی آراء کتاب الرائے رشیدیہ میں مرقوم و منقش ہیں ـــــــــ اور جامعہ کے حساب کتاب کا ہر شخص ہر وقت معائنہ کر سکتا ہے ـ جامعہ وفاق المدارس العربیہ سے ملحق۔ محکمۂ تعلیم کا منظور شدہ۔ وزارت مالیات پاکستان کا مسلمہ خیراتی ادارہ (انکم ٹیکس معاف)۔ جملہ مراسلات بنام مدیر الجامعہ :

فاضل حبیب اللہ رشیدی ناظم اعلیٰ جامعہ رشیدیہ رجسٹرڈ ساہی وال، فون نمبر (۲۳۵۶)

داخلے

• بحمد اللہ مدرسہ جامعہ عثمانیہ جس کی بنیاد گذشتہ ذی الحجہ میں رکھی گئی تھی نیز جس کی سرپرستی حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے قبول فرمالی ہے۔ اس کا امسال داخلہ درجہ حفظ میں ۸ رشوال سے ۲۰ رشوال تک رہے گا۔ محنتی طلباء کرام جلد از جلد توجہ فرمائیں مسافر طلباء کرام کی جملہ ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

(بشیر احمد مہتمم مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر) (5427)

• مدرسہ اسلامیہ احیاء العلوم رجسٹرڈ منڈی حاصل پور میں اس سال شوال المکرم ۱۳۸۹ھ سے درجہ کتب (فارسی عربی) اور درجہ قرأت کا نہایت احسن طریقہ پر انتظام کیا گیا ہے — خواہشمند طلباء ۱۵ رشوال سے پہلے پہلے داخلہ لینے کی کوشش کریں — نیز مخیر حضرات کی خدمت میں اپیل ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں صدقات وخیرات دیتے وقت مدرسہ مذکورہ کو بھی یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم دے گا۔ انشاء اللہ۔

(محمد عبید حامی ناظم مدرسہ ہذا۔ منڈی حاصل پور) (5373)

• جامعہ اشرفیہ میں درجہ حفظ اور کتب کے شعبہ کا داخلہ شروع ہے۔ درجہ کتب میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب فاضل جامعہ رشیدیہ و خیر المدارس مصروف تعلیم ہیں۔ حفظ کے شعبہ میں مدرسہ کے قدیمی معلم مولانا قاری محمد شریف محنت سے کام کرتے ہیں۔ بیرونی طلبہ کے لئے مدرسہ کا مطبخ بھی جاری ہے۔ مہمان طلبہ کے قیام وطعام ملبوسات کتب ادویہ کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔ طالبات کے حفظ وناظرہ کے شعبہ میں ۵ حافظہ قاریہ استانیاں مصروفِ تعلیم ہیں۔

(عبد اللطیف انور جالندہری مہتمم جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ) (5400)

• جامعہ حنفیہ انوار العلوم عیدگاہ روڈ راولپنڈی میں بیرونی طلباء کا داخلہ پانچ شوال المکرم سے بیس شوال تک جاری رہے گا۔ شرائط داخلہ درج ذیل ہوں گی۔

۱۔ درس نظامی کے لئے درجہ ثالثہ تک طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں یا قرآن حکیم کے حفاظ جو خط وکتابت جانتے ہوں۔ ۲۔ دورۂ حدیث کے لئے فنون کی کتابوں سے فارغ ہونا ضروری ہے۔ ۳۔ تجوید و قرأت کے لئے مروجہ نصاب، ترجمہ قرآن مجید، صرف ونحو کی ابتدائی کتب کی تعلیم ضروری ہے۔ ۴۔ درجہ حفظ کے لئے دس پارے کم از کم اور پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔

نوٹ: تجوید و قرأت کیلئے ۲۵ فیصد علماء ۲۵ فیصد حفاظ پرائمری پاس اور پچاس فیصد حفاظ میٹرک اور مڈل پاس لئے جائیں گے گلگت، سوات اور چلاس میں مستند قراء کی ضرورت ہے۔

خواہشمند حضرات ۲۰ رشوال تک درخواستیں بھیج سکتے ہیں طلباء کے لئے رہائش، طعام، علاج وضروریاتِ زندگی کے علاوہ مناسب وظائف دئے جاتے ہیں نیز جامعہ تعمیر وتوسیع کے سلسلہ میں پانچہزار روپیہ کا مقروض ہے مخیر حضرات توجہ فرمائیں۔

(سید چراغ الدین مہتمم جامعہ حنفیہ دار العلوم حنفیہ عیدگاہ روڈ راولپنڈی) (5446)

صدمہ

حافظ اقبال احمد صدیقی کرشن نگر والے کی دس سالہ بچی عائشہ ۱۰ر رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے انتقال کر گئی۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ذخیرۂ آخرت بنائیں اور صبر جمیل کے ساتھ ساتھ نعم البدل عطا فرمائیں۔ آمین

حضرت دینپوری کے لئے دعائے صحت

گذشتہ دنوں حضرت مولانا عبد الہادی دین پوری مدظلہٗ پر نمونیہ اور انفلوئنزا کا شدید حملہ ہوا تھا۔ اب خدا کے فضل وکرم سے روبصحت ہیں۔ حضرت مدظلہٗ کے لئے مزید دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

غلام حسین طارق فاضل اردو بورسٹل سکول بہاولپور

حادثاتِ زمانہ

اس عالم رنگ و بُو میں ہر چیز حوادث ایک مجموعہ ہے۔ بلکہ اس فانی کائنات کی پیدائش بھی بذات خود ایک حادثہ ہے انسان پیدائش سے لے کر موت تک حادثات سے دو چار رہتا ہے۔ کہیں اسے مذہب کی پابندیاں قبول کرنا پڑتی ہیں۔ اور کہیں ملکی قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ کبھی حاکم ہے اور کبھی محکوم۔ کبھی آزاد ہے اور کبھی غلام کبھی عیش و عشرت میں مبتلا ہے اور کبھی غربت کی چکی میں پس رہا ہے کبھی خود غرض ہے۔ کبھی بے لوث غرضیکہ حادثات انسانی زندگی کا خاصہ ہیں۔ اور ان کے بغیر زندگی بے مزہ اور نامکمل ہے۔

حادثات ہی انسان کو زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتے ہیں اور اس کی زندگی کے لئے تجربات کا مواد فراہم کرتے ہیں

ہر حادثہ اور واقعہ بذات خود ایک مہمیز ہے جس کے سمجھنے کے لئے بلند فطرت کی ضرورت ہے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ جب انگریزوں کی قید میں مبتلا تھے۔ تو علامہ اقبالؒ نے ان کو ایک غزل لکھ کر بذریعہ ڈاک روانہ کی جس میں یہ شرط نمایاں تھی۔ اور اُن کو ایسے انداز میں داد دی کہ جس کو عام عقل سمجھنے سے قاصر رہے گی ؎

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرہ نیساں ہے زندانِ صدف سے.... ارجمند
مشک از فر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کے نافہ آہو میں بند

یہ غزل علامہ اقبال کے فکر و نظر کی آئینہ دار ہے۔

یہ غزل صرف مولانا محمد علی جوہر کے لئے ہی مخصوص نہ تھی۔ بلکہ انہوں نے تمام مسلمانوں کو ایک درس دیا تھا۔ اور حادثات سے مرعوب ہونے والوں کے دلوں میں ایک نئی روح پھونکنے کی کوشش کی اور پیام عمل دیا اور کہا کہ حادثات سے مرعوب ہونے کی بجائے انسان کو حادثات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہیئے

کوئی مذہب اور کوئی قوم اس کائنات کے بحر بیکراں میں حادثات و مصائب سے دو چار ہوئے بغیر اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکی۔

اسلام کی ابتداء کے متعلق آپ خوب جانتے ہیں۔ ابتداء میں اسلام کی خاطر آخری پیغمبر روح کائنات اور صحابہ کرام نے جو دل دوز تکالیف برداشت کیں۔ آج کا خود غرض اور مردہ دل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا

مسلمانوں کی آزادی کی تحریک ۱۸۵۷ء میں سراج الدولہ کے دربار سے شروع ہوئی راستے میں ٹیپو سلطان شہید اور صادق غدار کا تاریخی کردار چھوڑتی گئی۔ تاکہ آئندہ نسلیں لعنت اور نعمت کے فرق کو بآسانی سمجھ سکیں۔ اور آخر کار ۱۹۴۷ء میں لاکھوں قربانیوں اور خون کی ندیوں کا معاوضہ وصول کر کے موجودہ پاکستان شکل میں ظاہر ہوئی۔

قائد اعظم محمد علیؒ نے کئی بار اپنی قوم میں پیام دیا۔ کہ وہی قومیں دنیا میں کامیاب و کامران ہوتی ہیں۔ جو حادثات کا مردانہ وار مقابلہ کرتی ہیں۔ چنانچہ مسلم لیگ کے پچیسویں سالانہ اجلاس میں فرمایا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں ایسی قومیں موجود ہیں جو تم کو ڈرائیں دھمکائیں اور مرعوب کریں ممکن ہے تم کو ان کے ہاتھوں سخت تکلیفیں پہنچیں مگر یاد رکھو کامیابی کے راز انہیں مصائب حادثات میں پنہاں ہیں بقول اقبال ؎

ہوئے مدفون دریا زیر دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے

تاریخیں حادثات زمانہ کا مجموعہ ہیں۔

تاریخ ہمیں ماضی کی برائیوں سے پرہیز کرنے اور خوبیوں کو اپنانے کا درس دیتی ہے۔

کہیں انگریز مغل دربار میں چند رعایات کے لئے ہاتھ پھیلا رہا ہے۔ اور کہیں مغل شہزادیاں انگریز کے در کی بھیک مانگ رہی ہیں۔ زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی ہمیشہ حادثات ہی اسے فروغ بخشتے ہیں۔

سائنس دان کو کسی حقیقت پر پہنچنے کے لئے ہزاروں مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور زندگی کا بیشتر حصہ تجربات میں صرف کرنے کے بعد وہ کسی کامیاب نتیجہ پر پہنچتا ہے کوئی انسان کوئی معاشرہ یک دم ہی ترقی کے بام عروج پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اسے صحیح مقام پر پہنچنے کے لئے پہلے معاشی معاشرتی سیاسی اور مذہبی مراحل کے علاوہ جسمانی ذہنی اور روحانی اذیتوں سے بھی دو چار ہونا پڑتا ہے ؎

نہ گھبرا کثرت غم سے حصول کامیابی میں
کہ شاخ گل پہ پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

حادثات زمانہ کی بدولت انسان کے اندر غیرت و حمیت اور حریت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جوش عمل کا جوہر نمایاں ہوتا ہے ؎

پنہاں ہے حادثات میں معراج زندگی
یہ زندگی کا راز ہے اس راز کو نہ بھول
تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

پاک محمدؐ

رحمتوں والے پاک محمدؐ
برکتوں والے پاک محمدؐ
وہ ہیں عرش پہ جانے والے
حق کی ہدایت لانے والے
اُن کی خاطر حق نے بنائی
ساری دنیا، ساری خدائی
نبیوں کے سردار وہی ہیں
قدرت کے شہکار وہی ہیں
وہ ہیں کُل خلقت سے بڑھکر
کوئی نہیں ہے اُن کا ہمسر
اچھا ہے بس وہی نظامی
جس نے پائی اُن کی غلامی

عابد نظامی راولپنڈی

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۲ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲ ۴۶-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا
اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔